

امان



حَوْلَ اللَّهِ

آپ کے محبووں اور مکتوبہ میں مشتمل
ابنِ صفحہ کی مقبول علامت حشمتیں
جو کتابیں مسند ہیں سکھ۔ ابنِ صفحہ
کی حب بسانوسی دنیا کا ایک مکتبہ تاریخ

"تم خاموش رہو" حمید جہلہ کر جلا لیکن فریدی نے اسے
ایسے انداز میں لکھوا تھا جیسے اس کا یہ روایہ پسند نہ ہو۔ حمید
جہا سائز بنائے ہوئے دوسری طرف مراگی۔

یہ تیراً ادمی فریدی کا نیا استثنہ سب اپکڑ وا جد تھا۔
چھیس سال میں سال کا یہ بلند و بالا جوان ٹیکم گڑھ سے تبدیل ہو کر
امر شکھ کی جگہ پر کرنے آیا تھا۔ حمید کی موجودگی ہی میں اس نے اپنے
کاغذات کرنل فریدی کے سامنے پیش کیے تھے اور مسکرا کر جلا تھا۔

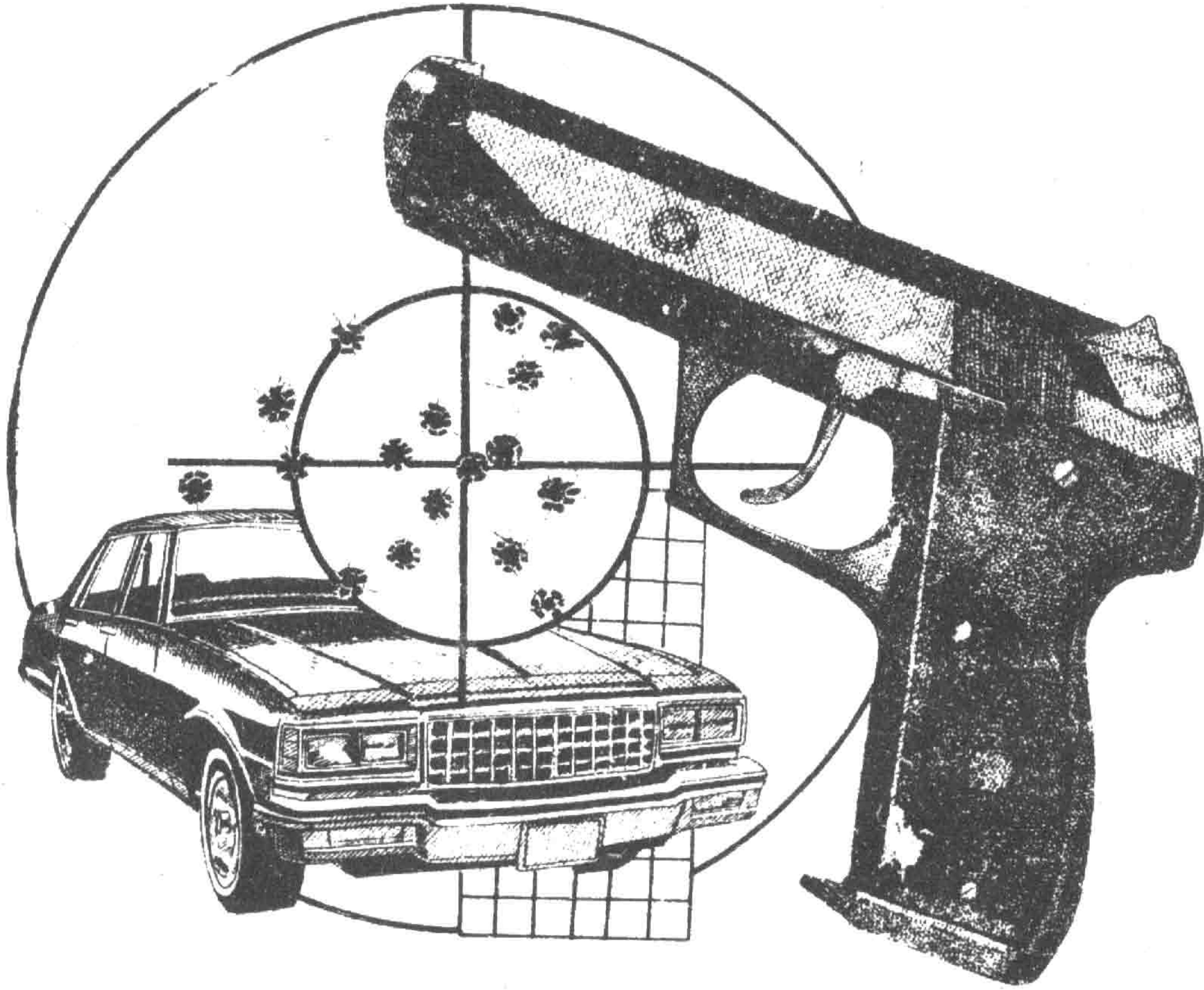
"خواب دیکھنا میری ہانی ہے جناب"

حمدی خونک کر اسے لکھوڑ نے لگا تھا کیونکہ خود اس کے علاوہ
فریدی کے سامنے اس طرح زبان کھوننے کی چرات اور کسی میں نہیں۔
تحتی بھروس سے بھی زیادہ حیرت اسے فریدی کے روئے پر ہوئی۔
تحتی۔ اس نے مسکرا کر سر کو جھینیش دی تھی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ
کیا تھا۔ اس کے بعد تو دونوں کے درمیان ایسی بے سر و پا گھنگو
شروع ہو گئی تھی کہ حمید بوجھلا کر کبھی ایک کی شکل دیکھتا تھا اور کبھی
دوسرے کی۔ اور کچھ ایک بیفتہ تک وہ یہی سمجھتا رہا تھا کہ وا جد
کے روپ میں کوئی بذریح فریدی پر حملہ اور ہوئی ہے۔ وہ اس سے
گھنٹوں کے سرو پا گھنٹوں کرتا رہتا۔ اس دوران میں ایک بار بھی کوئی
ایسا موقع نہیں آیا تھا جب فریدی نے اس کی کسی بات کی تردید
کی ہو۔ وہ کچھ بھی کرتے رہتے حمید کے کان پر چڑی نہ رنگی لیکن
بہر حال اس سے رنگنا پڑا کیونکہ اس اوت پیانگ کھنکو کا لختہ

برفباری شروع ہو گئی تھی۔ لہذا
ایسی ڈھلان ہیں اُنہار دی گئی جہاں وہ برف باری سے کسی
حد تک محفوظ رہ سکتے تھے۔ ان کے درمیان بیٹھے ہوئے
ادمی نے خوش ہو کر کہا ہے "یہ تو بہت اچھا ہجوا۔ میرے خواب میں
برفباری بھی شامل تھی"۔
ان دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔

برفباری پر خوشی کا اظہر رکنے والا خلا میں انکھیں جملے
مُسکرا تا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس وقت بھی کوئی
سُہانا خواب ہی دیکھ رہا ہو۔ برف کے ذرات نمیں بمحظی گھنٹے
ہوتے چار بے تھے پھر چاروں طرف سفیدی ہی سفیدی چھاگئی۔
وہ جیپ ہی میں بیٹھے رہے کیونکہ جیپ کے اوپر چان کا ایک
بڑا حصہ سایہ کے ہوئے تھا اور وہ برف کے ذرات سے
کسی قدر محفوظ ہو گئے تھے۔

"آپ دیکھو رہے ہیں" دفتار حمید ڈھلوان سے مرک
کی طرف اشارہ کرتا ہو ابولا۔ اگر یہ جگہ برف سے اُنکی تگی تو اپر
پہنچنا کتنا مشکل ہو جائے گا؟
"پر وامست کرو"۔ ان کے درمیان بیٹھے ہوئے ادمی نے
جُوم کر کہا۔ وہ اپنے ہاتھ کو جنبش دے گی اور راستہ صاف
ہو جائے گا۔



نتھے سے آگاہ کرتا ہوا بولا۔ سچ مجھ آپ کا حجابت نہیں ہے۔“
اس کا ہجھ طفتر یہ تھا لیکن فریدی بڑی خوشی کا منظاہرہ کرتا
ہوا بولا۔ ”تفترح حمید صاحب۔ معمولات میں تبدیلی سی کا نام تفريح ہے
”” معمولات میں تبدیلی۔“ تحریر کی آنکھیں جیت سے چھپا گئی تھیں۔
”ہاں فرزند۔۔۔“

”کوئی کے پھانک پر سرنے بل کھڑے ہو جانے سے بھی
معمولات میں بہت بڑی تبدیلی واقع ہو سکتی تھی۔ یہ اتنا بھی انک
سفرکیوں ہے خدا کی پناہ۔ سردیوں کا موسم اور یہ علاقہ۔۔۔“

اتنے میں واحد آگیا تھا اور فریدی نے حمید کو اس طرح گھوڑ
کر دیکھا تھا جیسے اس مسئلے پر اس کی موجودگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہو
حمدید گفتہ ڈی سانس لے کر تن پر تقدیر پر ہو گیا تھا۔ لیکن گفتہ ڈی سانس
لینا اور بات بے اور گفتہ ڈک کیا خوشی سے مقابل کرنا اور بات۔

اس وقت تو اسے اس کے علاوہ اور کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ کیمپن
حمدید ہے اور اسے زندہ رہتا ہے۔ برف باری پر فر کا طوفان معلوم
ہوتی تھی۔ فریدی نے جیپ کے ساند کو رجھی جڑھاد یہ تھے اور

اس نامراہ سفر کی تیاریوں پر ہوا تھا۔ واحد اخیں کسی نامعلوم منزل
کی طرف یے جا رہا تھا اور اب وہ ٹیکم گڑھ سے بھی گزر چکے تھے۔
حمدید پھسلے واقعات پر غور کرتا رہا۔ سردی اتنی شدید تھی کہ اس کی
ناک میں ہر کروڑ گز تھی جسے دوبار بار تھیں سے رگڑنے لگتا تھا۔
برپا رہی بیستوں دیواریں بھی۔ تیریں کے سامنے ہو گئیں تھیں۔ علاالت
سے دو چار ہمناکوئی نئی بات نہ تھی لیکن یہ قادر سا صدیع اٹکی کی بیڈا دار
تھا۔ بجلایے بھی کوئی بات ہوئی۔ واحد نے کہا کہ وہ خواہوں کی سر زمین
پر فزور قدم رکھے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ”میں ہزار تھار اساتھ دوں گا۔“
اور بس سفر شروع ہو گیا۔ ٹیکم گڑھ میں وہ ایک دن کے لیے
ھبھرے تھے اور حمید نے واحد کے متعلق چھلان ہیں کرنے کی لکش
کی تھی اور اس چھان ہیں کا یہ تجھے نکلا تھا۔

” واحد عام علاالت میں ایک ذلتے دار اور سمجھیدہ آدمی
ہے لیکن کبھی کبھی اس پر دورے سے پڑتے ہیں اور وہ کبھی میں نہ
آنے والی باتیں کرنے لگتا ہے۔“

حمدید نے یہ چھان ہیں فریدی کی لا علمی میں کی اور بچھڑا سے

بار بار اُنھیں ہلاتا جا رہا تھا۔ دفتراً اُس نے حمید سے پوچھا۔ کافی پیو گے؟

"کیا مطلب؟"

کیسی یاتیں کر رہے ہیں؟"

"کیا مطلب؟"

"مطلب بھی آپ ہی سمجھانیے۔ تپانیں بعض اوقات

آپ کسی یاتیں کرنے لکھتے ہیں؟" واحد کے بجھے میں ناگواری تھی۔

"تمہاری بے شکی بکار اسی کا ساختا۔

"میں نے تو بھی کوئی بے شکی بکار اسی کا ساختا۔

"میں میرا مغلیہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟" حمید گرم ہرگیا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کسی مزاج کے آدمی ہیں؟"

"ابھی بچھپے دیر پہلے تم نے کہا تھا کہ تمہارے خواب میں

یر فیماری بھی شامل تھی اور وہ اشارہ کر رہے ہیں، راست صفات ہو جائے گا۔

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔"

"اچھا خاموش رہو،" حمید کرچ کر بولा۔

"میں بیٹا ادمی ہیں آپ"

مشتعل آپ"

واحد خاموش ہو کر غصیلے انداز میں دوسرا طرف دیکھنے

لگا۔ بر فیماری کا دبی حال تھا۔ آدھا گھنٹہ ہرگیا لیکن فریبی را پس

ڈایا۔ واحد بھی خاموش تھا۔ بچھپے دیر پہلے اس کے چہرے پنہواری

کے آثار تھے لیکن اب حمید محسوس کر رہا تھا جیسے اُس کا ذہن ان

تمام بالوں سے صداق ہرگیا ہے جو کچھ دیر پہلے شکر بخی کا باعث

بنتی تھیں۔ آنکھوں میں مجیب سی معموسیت نظر آئے تھی، اور

خداوالي میں نرمی کی پیدا ہو گئی تھی۔

دفتراً وہ حمید کی ترا ف مر ۱۱ اور اس سے پشت کر دھاڑیں

مارنے لگا۔

"ارے۔ ارے۔ تھمید پر یو کھلاہست طاری ہو گئی۔ وہ اُسے

دھکینے کی کوشش کرتے لگا تھا لیکن واحد اس سے چٹا ہو گا زارو

قطار رو تارہ۔

"ارے۔ ار۔ میاں۔ میں قسم کرو۔ کوئی بات نہیں۔ ارے

بھی۔ اور میں بھی کرو۔"

"وہ آرہی ہے۔" واحد و نہایت بولنا۔ "ندا کے لیے

سائید کو رہتا دو۔"

"بچھپے بکار اسی بکار ہیں۔"

"تمہاری مرضی لیکن مو صوفہ کو بھی تھیں خالہ ہی کہنا چاہیے۔"

"شرم آتی ہے کیونکہ اول تو یہ کوہہ امر نہیں ہیں اور دوسرا

میری ہی ہم عمر ہوں گی۔"

"کوئی فرق نہیں پرستا تم اُنھیں امر لیکن خالہ کہہ سکتے ہو۔ بھپن

یں میری ایک بیوی تھیں خالہ تھیں اور پڑوں میں جیسیں والی خالہ بھی

رتی تھیں۔ ایک کو اولاد بلاؤ والی خالہ کہتا تھا کیونکہ اولاد بلاؤ ان کی

کمزوری تھی۔ امر لیکن خالہ تو شاذ رکھتے گا۔ واہ۔۔۔ خیر جنم میں جو نکو

خالہوں کو یہ بتاڑ کہ قم بھیں کہاں لے جا رہے ہو؟"

وہ جبرت سے بولنا۔ میں کہاں لے بارہ بھوں۔ آپ

"بھوکتی ہے تم پاگل نہ ہو لیکن اب میں نزد پاگل ہو جاؤں گا۔ حد ہے کوئی بے ہودگی کی۔ ابھی بچھپے کی بکار اس کو رہے تھے؟"

"آپ کو ان سے مل کر خوش ہو گا۔ بہت خوش اخلاق ہیں۔ واحد نے مسکرا کر کہا اور حمید اپنی بخوبی پر ہملا نہیں کیا۔ اُسے توقع نہیں تھی کہ اس واقعے کے بعد وہ اس سے اس طرح پیش آئے کہ۔

"کیا ہم ہماں سے جانی وہاں تک پہلی جائیں گے؟" فریبی نے پوچھا۔

"جا تو سکتے تھے لیکن یہ برفباری ہے۔"

"تم اس کی پردازہ کرو۔ ہم جیپ یہیں چھوڑ دیں گے۔"

"یہ پہلی نہیں چل سکتا۔" حمید بھتنا کر بولنا۔

"تو پھر شرافت سے سپسی بیٹھے رہو۔" فریبی غریبا۔

اس نے دوبارہ سائید کو رکھا دیا تھا۔

"اچھی بات ہے جناب!" حمید سر ہلاکر بولنا۔ ہمیں پاپ

پینا چاہتا ہوں۔"

"برفت ہاری قسم ہونے پر۔" فریبی نے خشک ہجے میں کہا۔

"ورنہ دھووال اندر بھر جائے گا۔"

"اچھا تو بھر کافی پلاٹھے ہے۔" حمید نے بالکل کسی ضمودتی پنچے

کے سے انداز میں کھا جو کسی ایک خراہش کے پوڑا نہ ہونے پر فوراً ہی کوئی دوسرا خواہش نہ ہر کر بیٹھے۔

"یہ تم سے کہہ کر گیا تھا کہ اس کا خیال رکھتا۔" فریبی نے کافی کا تھراہا سا اٹھاتے ہو گئے کہا۔

"جی بہتر ہے۔ اب خیال رکھوں گا۔ دو دنکی پوچھی تیار کر کر لاؤں یا صرف بھی سے پہلی جائے گا۔"

"حمدید۔ یہیں سمجھدہ ہو گی۔"

"کیا یہ گفتگو میرے لیے ہے تے۔ واحد نے مسکرا کر بھپا۔

"نهیں جناب۔ آپ تو کانٹھ کے پورے ہیں۔ ہاں اپ

فرمایتے۔ وہ کتنی دیر بعد برفت کی چادر رہتا ہے گی؟"

"کون؟"

"اوہ۔" حمید اُسے خونخوار نظروں سے گھوڑ کر رہا گی۔

"میری بھوکیں نہیں آتا کہ آخر اپ بخوارے بخوارے دوستی سے

واقعے سے مجھ پر غرما نہ کیوں لگتے ہیں۔" واحد نے ناخونگوار ہجھے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ اس کی عادت ہے۔" فریبی نے کہا۔

"بھپا کی بات ہے۔ کوئی بچھپے نہ بولنا۔

"برفیماری کب تک ہوتی رہے گی؟" واحد نے جیسے

خود سے سوال کیا۔ کوئی بچھپے نہ بولنا۔

وہ بڑپڑاتے لگا۔ خالو کا مسویل زیادہ دُور نہیں ہے لیکن یہ بھیری آپڑی ہے۔"

"یہیں تمہاری خالے سے ملتے کے لیے بہت بے صی� ہے۔" حمید کا ہجھز ہر لیٹھا۔

"آپ کو ان سے مل کر خوش ہو گا۔ بہت خوش اخلاق ہیں۔"

واحد نے مسکرا کر کہا اور حمید اپنی بخوبی پر ہملا نہیں کیا۔ اُسے توقع نہیں تھی کہ اس واقعے کے بعد وہ اس سے اس طرح پیش آئے کہ۔

"کیا ہم ہماں سے جانی وہاں تک پہلی جائیں گے؟" فریبی نے پوچھا۔

"جا تو سکتے تھے لیکن یہ برفباری ہے۔"

"تم اس کی پردازہ کرو۔ ہم جیپ یہیں چھوڑ دیں گے۔"

"یہ پہلی نہیں چل سکتا۔" حمید بھتنا کر بولنا۔

"تو پھر شرافت سے سپسی بیٹھے رہو۔" فریبی غریبا۔

اس نے دوبارہ سائید کو رکھا دیا تھا۔

"اچھی بات ہے جناب!" حمید سر ہلاکر بولنا۔ ہمیں پاپ

پینا چاہتا ہوں۔"

"برفت ہاری قسم ہونے پر۔" فریبی نے خشک ہجے میں کہا۔

"ورنہ دھووال اندر بھر جائے گا۔"

"اچھا تو بھر کافی پلاٹھے ہے۔" حمید نے بالکل کسی ضمودتی پنچے

کے سے انداز میں کھا جو کسی ایک خراہش کے پوڑا نہ ہونے پر فوراً ہی کوئی دوسرا خواہش نہ ہر کر بیٹھے۔

"یہ تم سے کہہ کر گیا تھا کہ اس کا خیال رکھتا۔" فریبی نے کافی کا تھراہا سا اٹھاتے ہو گئے کہا۔

"جی بہتر ہے۔ اب خیال رکھوں گا۔ دو دنکی پوچھی تیار کر کر لاؤں یا صرف بھی سے پہلی جائے گا۔"

"حمدید۔ یہیں سمجھدہ ہو گی۔"

"کیا یہ گفتگو میرے لیے ہے تے۔ واحد نے مسکرا کر بھپا۔

"نهیں جناب۔ آپ تو کانٹھ کے پورے ہیں۔ ہاں اپ

فرمایتے۔ وہ کتنی دیر بعد برفت کی چادر رہتا ہے گی؟"

"کون؟"

"اوہ۔" حمید اُسے خونخوار نظروں سے گھوڑ کر رہا گی۔

"میری بھوکیں نہیں آتا کہ آخر اپ بخوارے بخوارے دوستی سے

واقعے سے مجھ پر غرما نہ کیوں لگتے ہیں۔" واحد نے ناخونگوار ہجھے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ اس کی عادت ہے۔" فریبی نے کہا۔

"برفیماری کب تک ہوتی رہے گی؟" واحد نے جیسے

خود سے سوال کیا۔ کوئی بچھپے نہ بولنا۔

"بھپا کی بات ہے۔ پیز حمید صاحب۔ حمید بھانی۔"

"کوئی فرق نہیں۔" میں کہاں لے بارہ بھوں۔ آپ

7

"بُرْجی عادتوں کا گھوارہ ہوں؟" حمید سرد بچے میں بولا۔
"لوکافی لو ساب بکواس بند" فریبی نے اس کی طرف
کافی کا کپ بڑھاتے ہوئے کہا۔
دوسرے کپ اس نے واحد کو دیا تھا اور پھر اپنے بچے مجھی
اندر لینے لگا تھا۔
"یہ جیپ اس برف میں دفن ہو جائے گی" حمید بڑا یا۔
"فکر کرو" جواب ملا۔

اور حمید نے انتہائی درج کی جھنجلاہٹ کے عالم میں سوچا
کہ بچج اُسے کوئی فکر نہ ہوں چاہیے کیونکہ برف جیپ کے پیسوں
کے لیہل تک آگئی تھی اور بچج دیر بعد شاید جیپ کا دروازہ
کھولنے میں بھی دشواری محسوس کرتے۔ وہ نہر کے ہونٹوں کی طرح
کافی حلق سے اتا رتا رہا۔ بچج دیر بعد اُس نے محسوس کیا کہ فباری
کی شدت میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

"کوئی فریبی کا اقبال" اُس نے طنز سے اندازہ میں ٹھنڈی
سانس لی لیکن فریبی ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس نے رُنابی نہ ہو۔
بچج دیر بعد فیصلی بالکل تم تھی۔

"اب بچجے امروز" فریبی جیپ سے امڑتا ہوا بیلا۔ اس
کے بعد اُس نے جیپ کے پچھے جھٹتے سے تین بیچے نکالے
اور ایک ایک بیچے دنوں کی طرف بڑھا دیا۔

واجد نے بیچے ملے ہی جیپ کے اس پاس سے برف
ٹھانے کا کام شروع کر دیا۔ لیکن حمید اپنا بیچے بغل میں دیا نے
کھڑا خلا دیں ٹھوڑتا رہا۔ فریبی بھی کام میں لگ گیا تھا فتحا
اُس نے سر اٹھا کر حمید کی طرف دیکھا اور لے لا۔ "تمہیں کیا ہو گیا؟"
وہ اربی ہے "حیدتے خوبیں کے لیے میں کہا۔"
"بال نچوں سمیت ایک بیچے کے ہاتھ میں جھنجھنا ہے اور
دوسرے نے بیچی کی دم پکڑا کی ہے" "دیکواس مت کرو۔ برف ہٹاؤ"۔

"میں جارہا ہوں۔ تھہا ہوتی تو خیر کوئی بات نہ تھی" ... بال
بچوں سمیت میں کسی عورت کو بھی برداشت نہیں کر سکتا" حمید
نے کہا اور بیچے سے برف ہٹاہنا کر سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔
فریبی کے ہونٹوں پر جیپ سی مکلاہٹ تھی اور واحد
اُسے صیرت سے دیکھ رہا تھا۔

حمید نے واحد کی آواز سنی۔ "یہ اُنھیں کیا ہو گیا ہے؟"
"کچھ بھی نہیں۔ تم اپنا کام کرو" حمید سڑک پر پیچ کر رکھا۔
"حید سڑک پر پیچ کر رکھا۔" تھمارے خالو کی عمر کیا ہوگی؟"

برفت کی تہہ زیادہ موٹی نہیں تھی۔ بچج دیر بعد اُس نے جیپ
کے الجن کی آواز سنی اور بچج پہنچے ہی نے پوز میں آگی۔ الجن کی
آواز برقراز رہ سکی۔ بچج دیر بعد صرف سلف اسٹار ٹرک کے ٹھومنے کی
آواز منخارہ تھا۔ بچج دیر بعد وہ بچڑیش کی طرف پڑھا اور دیہ دمکھ
کر اُسے نہیں آگئی کہ فریبی اور واحد دونوں جیپ کے الجن پرچکے
ہوئے ہیں۔

وہ بیچج ٹلاتا ہمگو اُن کے قریب جا پہنچا۔ دفتار فریبی نے
سر اٹھا کر اُس سے کہا۔ "تم واحد کے ساتھ چاؤ۔" فیول پسپ کام
نہیں کر رہا۔ جیپ میں چور ڈینی پڑے گی"۔

"اوہ آپ بھی میں رہ جائیں گے"۔
"تم وہاں سے واحد کے عزیز کی گاڑی لاوے کے سامان ہیاں
نہیں چور ڈا جاسکتا"۔

"چلے جناب" حمید نے طویل سانس لے کر واحد سے کہا۔
وہ دنوں چل پڑے۔ سر دی مزاج بچور ہی تھی۔ حمید نے
اور کوٹ کا کارکانوں نہ کٹا۔ واحد اس کی طرف کو کرکے
"کیا میں تمہیں مفعکر خیز لگ رہا ہوں؟" حمید اُسے
ٹھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ آپ تو بہت خوبصورت لگ رہے ہیں"۔
"کیا لوگوں نے میرے فلاٹ تھمارے کان بھر سے تھے؟"
"اس سوال کا مطلب میں نہیں سمجھا"۔

چکتیا تھا۔ "یہیں ٹھوڑے چلتے وقت لوگوں نے میرے بارے میں تھیں
کچھ تباہی تھی"۔

"میں نے یہی مٹھا کا آپ بہت خوش مزاج آؤں ہیں۔
لیکن اس کے برعکس میں دیکھ رہا ہوں کہ" وہ ہمکل پورا کیے تیغ فلاموش
ہو گیا۔

"تم نے میرا دماغ خراب کر دیا"۔
"آپ کی بار اسی قسم کے خلافات کا اظہار کر چکے ہیں"۔
واجد نے جھنجلا کر کہا اور چلتے چلتے چلے رک گیا۔

"کیا میں غلط کیہ رہا ہوں؟"
"میں پوچھتا ہوں۔ میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟"
"خیر۔ خیر۔ چلتے رہو۔ گفتگو کے لیے دن صحت کے لیے
مزخر ہے"۔

واجد ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑا تماہرہ بچر چلنے لگا۔ حمید
سوچ رہا تھا۔ فکر کر دیئے۔ میں تھیں دیکھوں گا۔ بچج دیر بعد اُس
نے واحد سے پوچھا۔ "تھمارے خالو کی عمر کیا ہوگی؟"

کھڑا صیرت سے اُنھیں دیکھتا رہا۔ واحد تھوڑی دیر تک تو خود کو
فریبی کی گرفت سے چھڑا لینے کی کوشش کرتا رہا چھڑا ہستہ آہستہ
اُس کا یہ انداز جاری رہا۔ افیکار کرنے لگا۔ حمید کی سمجھیں نہیں
آہاتھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ فریبی کی توجیہ کی نگہداشت کے
لیے وہیں رُک گیا تھا۔ بچھاں طرح اُنھیں غافل رکھ کر تعاقب کی
ضرورت کیوں محسوس کی؟ واحد یہ دیکھا۔

اس وقت وہ دنوں میں اُسے پاگل معلوم ہو رہے تھے۔
بالآخر فریبی نے اُسے تچھے گر کر سینے پر گھٹا ٹیک دیا۔

"ادھ سر۔! ادھ جناب عالی۔" واحد کی گھٹکیاہٹ سے
میں کو ٹھنڈے لگی۔ آپ۔ لکھ۔ کبھیں ہلاک کر رہے ہیں؟"
فریبی اُسے چھوڑا کر ہٹا۔ نہ صرف ہٹا گی بلکہ اُسے
سہر دن انداز میں اُسے بڑت پر سے اُٹھا نے بھی لگا۔

"کیا مجھے یہاں سے بھاگ جانا چاہیے؟" حمید پاپ
کو جیپ میں ڈالتا ہوا بڑا یا۔
انتہے میں اُس نے فریبی کو کہتے رہا۔ "تم چلتے چلتے گر کے
تھے میں تھیں اٹھا رہا تھا"۔

ساتھ ہی وہ اس کے کپڑوں سے برف کے ذرات بھی
چھڑا رہا جا رہا تھا۔ دفتار حمید اسمان کی طرف مُٹھا کر چھنا۔
"خُداوند میں کیا کرو؟"

وہ دنوں اُس کی طرف متوجہ ہو گئے اور واحد بچے کے
لیجھے میں بولا۔ "کپتان صاحب میری سمجھ سے ہاہر ہیں"۔

"وہ انہیں ہو گئے یا حمید شور پیانے کے سے انداز میں چھیا۔" وہ رہ
تم دنوں کی خرگی کی کون کرتا؟"

"غیر فروری باتوں سے احتراز کرو" فریبی غریا اور
وہ لوگ بچھڑا کی طرف مڑ گئے۔

"یہ ہم کو صرف بدل آئے؟" واحد چاروں طرف دیکھا ہوا
بولا۔ "یہ کپتان صاحب شاید۔"

"ہاں ہاں۔ کپتان صاحب ہی تو تمہیں ادھ لانے تھے"
حمدی نے سر بلکر کہا۔ "ورہ تم تو سیدھے اپنے خالو کی یہو گی کی۔"

"شٹ اپ" فریبی کا بھج ہے حد ناخوشگوار تھا۔
"خاموشی سے چلتے رہو"۔

حمدی نے بچھجیب سے پانپ نکالا اور اُسے سُنکھانے لگا۔
سڑک پر پیچ کر فریبی نے رُکنے کا اشارہ کیا اور یو لا۔ "تم دنوں
بیہیں ٹھہر و۔ میں جیپ پارہا ہوں" وہ دنوں خاموش رہے بچھ

فریبی بھی نے وضاحت کی۔

"فیوں پسپ ٹھیک ہے۔ اور فلوہریا تھا؟" فریبی

جب کچھ دوڑکل گیا تو واحدہ نے پر تشویش لجھے میں کہا۔ "میں

نہیں مجھ سکتا کی سب کیا ہو رہا ہے؟"

"بھلا تم کس طرح مجھ سکو گے؟" حمید نے سوال کیا۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں؟"

"فکر نہ کرو مستقبل قریب میں تھیں سمجھانے کی کوشش

کروں گا میں کسی طرح ایک چھت سیڑا جاتے؟"

محبک دس منٹ بعد حبیب ان کے قریب آپنی

"چوبیٹھ جاؤ۔" فریبی نے باخہ ہلا کر کہا۔

"اس کے علاوہ اور چارہ بھی کیا ہے؟" حمید بڑا سا

منٹ بنا کر بولा۔

"تم ہوشیزی رہو۔ اچھا۔"

حید چپ پاپ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ماجد کو تینجیں آئتے دو۔" فریبی کیا بولा۔

حمدید بختا کر اتر گیا پھر واحدہ کے پر دوبارہ

بیٹھا تھا۔

حید پل پڑی۔ حمید حبیب سوچ رہا تھا۔ واحدہ پاگل ہوا بخیں

بے وقوف بنارہا ہو۔ دونوں صورتوں میں اس کے لیے

فریبی کا انداز احقة نظر آتا ہے۔ آخرہ سب کیا ہو رہا ہے۔

اس وقت واحدہ نے پھر اپنے خالو کے موٹی کا ذکر چھپ رکھا تھا۔

"خالہ صاحب خاصے بالدار آدمی ہیں۔ لیکن امریکتے سے

والپی پران کا دماغ اولٹ گیا ہے۔ آبائی کارو بار کو ترک کر

کے موٹیں کھول بیٹھے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ سب بچہ اسی عورت

کے بھنے پر ہوں ہے۔"

"متحاری مراد اُن کی امریکن بیوی سے ہے؟" فریبی

نے بچھا۔

"جی ہاں۔ بیٹھا سر تو وہ بھی بے حد شریعت معلوم ہوتی

ہے۔ حمید نے ہونٹ سکوڑ سے لیکن کچھ بولا نہیں۔

"اوہ۔ یہ بھی۔ ہم بچھنے کرنے والا جانب

اشارہ کرے کہا۔

باپیں جاٹ بکڑا کے دھوؤں سے بنائی ہوئی ایک

عمارت موجود تھی جس کی بیرونی دیواروں پر براون پینٹ کیا

گیا تھا۔

"اب آپ بچھے ہیں اُنہاں دیجیے۔ درد بچھے دیکھتے

ہی بھڑک اٹھیں گے اور شاید بچہ آپ کو قیام کرنے بھی نہ دیں"

واجد بچہ بولا۔

فریبی کاڑی مور رہا تھا۔

"کیوں؟ جناب کو دیکھ کر کیوں بھڑک اٹھیں گے؟" حمید

اوپری ہستہ تھیج کر بولا۔

"بیاتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔" فریبی نے کہا۔

تم جا کر تین کروں کا انعام کرو۔ ہم دونوں گاڑی ہی میں رہیں گے۔

"بہت بہتر جناب والی۔" حمید بیٹھنے پر ماں تھر کو کلکی تدر

چھکتا ہوا بولا۔ "ممنون ہوں آپ کا کار آپ نے یہ خدمت میرے

پردگی۔ آپ دیوار کرنے والوں میں پہلا آدمی کہلا یا جاسکوں

گا۔ بہت بہت شکریہ۔"

"تم یہ کام ایک ذمے دار آدمی کی طرح انجام دو گے۔"

فریبی غرما یا۔ حمید حبیب سے اُتر جھا لقا۔

ہینڈل گھم کر اس نے عمارت کا صدر دروازہ کھولا۔

اور اندر قدم رکھتے ہی اُسے گرمی کا احساس ہوا۔ یہ ایک بڑا

ہال تھا جس میں پیڑوں میکس نیپ روشن تھے۔ کاونٹر پر ایک

پستہ قدار موٹا آدمی بیٹھا نظر آیا جس کا سر اندر کے کچھلے کی

طرح شفات تھا۔ وہ حمید کو سوال یہ نظر دیے دیکھے جا رہا تھا۔

"آداب عرض کرتا ہوں جناب" حمید کا ذمہ دار کے قریب

پہنچ کر بولا۔

"تسلیمات۔ فرمائیے؟"

"محچھے اور میرے ساتھیوں کو تین کروں کی خودرت ہے۔"

"میں شکاریوں کو کمرے نہیں دیتا۔" خشک ہجھے ہیں کہا گیا۔

درشکاری" حمید کے ہجھے میں صیرت تھی۔ ہم شکاری

نہیں ہیں۔ سرکاری ملازم ہیں جیا لو جیکل سردوں کے سے

یہ بہاں آئے ہیں۔"

"کاغذات دیکھے بغیر قیمی نہیں کیا جاسکتا۔"

اتنے میں بیٹھ جاٹ کا دروازہ کھلا اور حمید کی

آنکھوں میں ساتوں رنگ لہرائے گے۔

ہال میں داخل ہونے والی ایک سفید قام غیر ملکی عورت تھی۔

"کاغذات میرے آفسیر کے پاس ہیں۔"

"کہیں بھی ہوں۔ کاغذات دیکھے بغیر جانہ نہیں دے سکوں گا۔"

"کیا بات ہے؟" عورت نے موٹے آدمی سے پوچھا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں شکاریوں کو جگہ نہیں دے سکت۔"

"یہ بہت دھرمی ہے ڈیڑ۔"

مکی محیبت ہے؟" دہ پیشانی پر ماخو مار کر بڑا ہوا۔
ہال کی گرم ختنا سے باہر آیا تھا اس لیے سردی پہنچے سے کئی
گنازیا دھسوں ہو رہی تھی۔ اب کیا کرتا چاہیے؟ اُس نے سچا
اگر تھا واپس گیا تو موٹے آدمی کے انڈیوں میں مزید احتفا ہو جائے
گا۔ شاید وہ ایک منٹ کے لیے بھی اس کا وجہ برداشت کرنے
کو تیار نہ ہو سکے۔ آخر دھنے کے کہاں؟ وہ چند لمحے کھڑا کرنا
پھر عمارت کی طرف واپس ہوا۔ ہال میں سلی کا ذریعہ نیک لگانے
کھڑا تھی اور اُس کا رخ صدر دروازے ہی طرف تھا۔

حمید قریب پہنچ کر بولا۔ شاید وہ تھان دہی کے لیے
اسی وقت چھندیاں کا رہنے نکل کر ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر
بعد واپس آ جائیں گے۔

"تو آپ بھی اُن کے ساتھی تشریف لائے گا۔" مٹا غرما۔
"اگرام پیز۔" اسکی طرف مڑا کر بولی۔ "خانوں قلندری
کی علامت ہے۔"

"تم جا تو" موٹے نے غصیلے انداز میں شانوں کو جبکش دی۔
"اسی پھر حمید کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔"

"یہ سردوں کے کس قسم کا ہے؟" اُس نے حمید سے پوچھا۔
"ان اطراف میں پلاٹیزم کی کائنیں موجود ہیں۔"

"جی۔ پلاٹیزم۔" موٹے کی آنکھیں حرث سے چیل گئیں۔
"جی ہاں۔ اس میں کسی شبکے کوئی بخش اب نہیں رہی۔"

"اب سے کیا مراد ہے آپ کی؟"

"حدید ترین آلات نے یہاں پلاٹیزم کی نشاندہی کی ہے۔"
"اگری پیچے ہوئے۔ اگری پیچے ہے؟" مٹا غرما۔

حمدید اس کے مودو کی تبدیلی کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔
دفعتاً موٹے نے آگے جھک کر پوچھا۔ "آپ جانتے ہیں
کہ آس پاس کی زمینوں کا مالک کون ہے؟"

"بچھے علم ہے کہ وہ خوش نیسیب آپ ہی ہیں؟" حمید نے
اندھرے سے میں تر پھینکی۔

"آپ کا خیال درست ہے لیکن اگر اس میں صداقت ہے
تو پھر میری پوزیشن کیا ہوگی؟"

"آپ کو ان زمینوں کا معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔"

"تو پہنچ بھی نہ ہوگا۔"

"تو پھر راغبی کے اصول پر معاملہ کر دیجیا جائے گا۔"

"غیر خیر دیکھا جائے گا۔"

شدت حیزبات سے موٹے کی آواز کا نپ رہی تھی۔

وہ تم نہیں سمجھ سکتیں" "پچھے سین میں بھی تو کوئی شکاری یہاں مٹھرے تھے؟"
"میں انھیں ذاتی طور پر جانتا تھا۔" "مکل تک آپ ہیں بھی ذاتی طور پر یہاں جائیں گے۔

حمدید نے بڑی شانگلی سے کہا اور عورت کی طرف مل جیا۔

"کتنے آدمی ہیں؟" عورت نے اس سے پوچھا۔
"مجھ سے بھی طرف میں تین عدد۔ اور میں ان صاحب کو
پہنچے ہیں بتا چکا ہوں لیکن لوگ پیشہ درشکاری نہیں سرکاری ملازم
ہیں۔ جیا لو جیکل سردوں کی عزیزی سے ادھر آئے ہیں؟"

"آپ کوئی بھی ہوں۔ میں انھیں لاڈل کا"

"کھانے میں گوشت کے علاوہ اور کچھ نہیں مل سکے گا۔"
"میں جانتا ہوں ان اطراف سے پہنچے بھی میرا لگا۔

"بچھے" "وہ بارہیں۔"

"کوئی آدمی مرد کے لیے بھی چاہیے؟"

"یہ مشکل ہے جناب۔ اپنے سارے کام آپ کو
خدا بخام دینے پڑیں گے۔ ہمارے یہاں صرف سین میں ملادہ

ملازم ہوتے ہیں۔ آج کل ادھر کوں آتا ہے۔۔۔ اگرام
شکاریوں کو کمرے نہیں دیتا۔" خشک ہجھے ہیں کہا گیا۔

پر ماخو رکھ کر تیھے رہنا پڑتا ہے۔

"اچھا مختار۔ بہت بہت شکریہ" "حمدید احترام کی تدریج
چھک کر بولنا۔ اور موٹے کی طرف دیکھ کر کہا۔" آپ بالکل ملمن
رہیں، جناب آپ کو ہماری ذات سے قطعاً کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

باہر آکر وہ اس مقام کی طرف بڑھا جہاں جیپ، روکی
گئی تھیں لیکن وہاں تو سنا تھا تھا۔ جیپ کا کہیں تھا تھا۔ بالترتیب
اس کی واپسی کے نشانات برف پر بہت واضح تھے۔

اس نے سلی سے کہا۔ انھیں سب سے زیادہ آرام دہ قین کرے دکھا دو۔

"جیسے بھی ہوں گے گزارہ کر لیا جائے گا۔ میں فی الحال ہیں تھہ کراپنے ساتھیوں کا انتظار کرنا چاہتا ہوں۔"

"ایز یو پیز" وستے نے کہا اور کاؤنٹر کے مقابل والادڑاڑھ کھل کر دوسروی طرف چلا گیا۔

"بہت چالاک معلوم ہوتے ہو۔ مسلی آہتہ سے بولی اور پھنس پڑی۔ حمید بھی اس شہی میں اسی طرح شامل ہما تھا جیسے خود بھی اس سچوں سے محفوظ گواہ ہو۔"

سلی دفعتاً حمید کی اختیار کر کے بیٹھا۔ اب سچ مجھ بتا دو گے تھا۔

تم کون ہوا رکیا چاہتے ہو؟" میں آدمی ہوں اور ایسے سخت موسم میں کسی چحت کی تلاش میں نکلا ہوں۔"

"واقعی شکاری ہو۔۔۔" بہت پرانا لیکن فی الحال شکار میرے پر دگر میں شامل نہیں ہے۔

"کیا کرتے ہو؟" صبر کرتا ہوں۔" میری مطلب؟

"تم لوگ شادی دیرے سے کیوں کرتے ہو؟" اب کیا مطلب؟

"تاکہ ذرا دیرے سے موت آئے۔" کافی پیو گے؟

"اگر حالات اجازت دیں؟" کوئی ایسا دشوار مسئلہ نہیں۔ سماور میں پانی جوش کھارہ ہے۔

"کیا مٹا آدمی تھا رامیجھ ہے؟" اگر شوہر کو میخ کہا جا سکے تو تلقیناً ہے۔

"کہنے کو تو جھینک کو جی شوہر کہا جا سکتا ہے یا آدمی قوفا صا دیز ہے؟" کیا تم میرے منہ پر اس کا مفسدہ اڑانا جا سکتے ہو؟ مسلی نے ترش روئی سے سوال کیا۔

"کافی مادام بات سے بات نکلتی ہے۔ بہر عالی میں اپنے روئے پر نادم ہوں گے۔" وہ آٹھ کر کاؤنٹر کے چھپے چلی گئی اور سماور سے کافی پاٹ

میں گرم پانی اندھیلے لگی۔ پھر ایک منت کے اندر ہی اندر کافی کابیاں ہمید کے ماتحیں تھا۔

"تمہاری سابقہ سوچ کا بجا بخوبی واحدہ یحیی جملہ پورا نہ کر سکا کیونکہ واحدہ کے نام پر ہی روچھل پڑی تھی۔

"کیا تم اے جانتے ہو؟" میں۔ وہ بھی ہے ہمارے ساتھ۔ وہ تو ہمیں یہاں ساتھ لایا ہے۔

"کیا اس پاگل نے تم سے بلاٹنیم کی بات کی تھی؟" اب سے پوچھا۔

"تم نے مجھے تشوش میں مبتلا کر دیا ہے۔" کیوں؟

"اکرام اے اندر نہیں آئنے دے گا۔" سوال کیا۔

"وہ میں نہیں جانتی لیکن چھلی با رہ اس نے اُسے یہاں سے دھکتے دے کر نکلوادیا تھا۔"

"آخر کس بناد پر۔ اس بے چار سے کا قصور؟" میں نے ابھی کہا تھا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔

"بڑی عجیب بات ہے کیونکہ وہ تو دستے ہجھڑا اکرام کی شان میں قصیدے سے پڑھتا یا تھا۔"

سلی کچھ نہ بولی۔ اس کی انگوں سے سچ مجھی تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔

"ابھی شادی نہیں ہوئی؟" "تم لوگ شادی دیرے سے کیوں کرتے ہو؟" تاکہ ذرا دیرے سے موت آئے۔

"جی مان بیبی بات ہے لیکن مجھے جھکڑے کی فیض بہت دیسی ہے۔" تک علم نہ ہو سکا۔ کبی بار اکرام سے پوچھنا چاہا گردہ تہیشہ مال گیا۔

"مجھے ان حالات کا علم نہیں تھا۔ اب کیا ہو گا؟" حمید بڑیا کا غرہہ دکھاتا ہے۔ میں بھی دیکھوں گا کتنے پانی میں ہے؟" اور اپنے چھر سے پرذہ بھجن کے آثار طاری کر لیے تھے۔

"کیوں کیا بات ہے؟" مسلی اسے بغور دیکھنی بجھی بولی۔ "میں سوچ رہا ہوں کہ واحدہ کا کیا بنے گا؟" میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی کہ اسے آپ لوگوں کے ساتھ دیکھ کر اکرام پر کیا رد عمل ہو گا؟"

"چھپنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مہرین طبقات الارض اس کا تصیف کر رہے ہیں۔" خیر۔ خیر۔ کچھ بھی ہو۔ وہ یہاں قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ بخت کو واحدہ کو کیوں ساتھ لایا گیا ہے؟"

"ہاں۔ یہ مسئلہ پہلے ہی طے ہرجانا چاہیے ورنہ اکرام شاید نے میرے موقیل کو بد نام کرنے میں کوئی کسر نہیں ہجھوڑی تھی۔" اسے دیکھتے ہی بھڑک آئتے۔

"میں نہیں سمجھتا۔" وہ کاؤنٹر کے چھپے والے دروازے سے لے کر دوسروی

ٹاف چل گئی اور حمید کافی ختم کر کے پاٹ ملکا نے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اکرام سیت واپس آگئی۔ اکلام کے چہرے پر عجیب قسم کی سمجھی تھی جہاں ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس سے کوئی بڑی خبر شنمنے کے لیے تیار کر کے لانی ہو۔

"کیا آپ نے سڑاکام کو تباہیا بے محترم؟" حمید نے پڑھا۔

"کیا قہر بھی؟" ادب سے پوچھا۔

"میں بتا چکل ہوں۔" "کیا قہر ہے؟" اکلام نے بھاڑکھانے والے لمحے میں سوال کیا۔

"ہم جہاں بھی سرو سے کرنے جاتے ہیں زمین کے مالکان کوئی نہ کوئی نہیں بتا کر کر دیتے ہیں۔ لہذا جب ہمیں معلوم ہوا کہ اپ

واحدہ کے رشتہ دار ہیں تو ہم نے اس سے تذکرہ کیا۔ اس نے کہا مجھے ساتھ لے چلیں سب ٹھیک کراؤں گا لیکن اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ ایک پڑھتے ہیں مجھے اور سمجھدار آدمی ہیں تو واحدہ کو لانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔"

"ٹھیک ہے اور وہ یہاں ایک رات بھی نہیں گزرا سکے گا۔"

"تو پھر وہ کہاں جائے گا؟ برف باری بھی بول چکل ہے۔" "سوال یہ ہے کہ وہ لوگ میری اجازت حاصل کیے بغیر جھنڈیاں کیوں گاڑتے گئے ہیں۔ سو فردا سی مردوں کی شرارت ہے اگر اس کی خادمرکنی تو اس میں سیرا کیا قصور ہے کیا یہی بھی اس کے ساتھ دون ہو جاتا۔ دوسروی شادی نہ کرتا۔"

"اوہ۔ معلوم ہوتا ہے رخش کی فیض بہت دیسی ہے۔" تک علم نہ ہو سکا۔ کبی بار اکرام سے پوچھنا چاہا گردہ تہیشہ مال گیا۔

"بہت زیادہ۔ وہ سی۔ آئی۔ ڈی کا اپنکا ہوتے کے اور اپنے چھر سے پرذہ بھجن کے آثار طاری کر لیے تھے۔"

"کیوں کیا بات ہے؟" مسلی اسے بغور دیکھنی بجھی بولی۔ "میں سوچ رہا ہوں کہ واحدہ کا کیا بنے گا؟" میں سمجھنا ہے۔"

"رہتیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ زمینوں کے متعلق ہر ان کرام پر کیا رد عمل ہو گا؟"

"چھپنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مہرین طبقات الارض اس کا تصیف کر رہے ہیں۔" خیر۔ خیر۔ کچھ بھی ہو۔ وہ یہاں قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ بخت کو واحدہ کو کیوں ساتھ لایا گیا ہے؟"

"ہاں۔ یہ مسئلہ پہلے ہی طے ہرجانا چاہیے ورنہ اکرام شاید نے میرے موقیل کو بد نام کرنے میں کوئی کسر نہیں ہجھوڑی تھی۔" اس کے دیکھتے ہی بھڑک آئتے۔

"میں نہیں سمجھتا۔" وہ کاؤنٹر کے چھپے والے دروازے سے لے کر دوسروی

نے کہہ رہی تھی۔ "کیا ہوئی بہت ہی نامناسب حرکت اس سے سرزد ہوئی تھی؟" حمید نے سلی سے کہہ رہا تھا۔

"کیا تباہی کی راستے کی رات لکھوں سے دیکھتے ہوئے ہو چکا۔" "حرکت نہیں کہیں پن کہیے؟"

"اگر مناسب بھیجی تو مجھے بھی اس کے بارے میں بتائیں۔" "کیا تباہی کی راستے کی رات لکھوں سے دیکھا۔"

"اکرام میں کافی شروع کردی تھی۔" "کچھ بھر بھی؟"

"اوہ۔" "ایک ماہ قبل وہ یہاں مقیم تھا اور اس نے آسیب زدگی کی اداکاری شروع کر دی تھی۔"

"کچھ غیر ملکی بھی تھہر سے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ہوئی تھیں وہ فالنتین کوئی تھہر سے ہی دن یہاں سے رخصت ہو گئے۔" "ایں واحدہ کی اداکاری کی نوعیت بھی معلوم کرنا چاہیوں گا۔" "تم بتاؤ یا مورث نہیں کہے کہا۔" مجھے بھر غفران آیا ہے اور سردار ماغ قابوں نہیں۔"

ٹھیک اسی وقت کہیں نے باہر سے صدر دروازے پر تھوکریں مارنی شروع کیں۔

"اوہ۔ کون ہے؟" مورث میں پر سیر پنج کرغڑا ایسا۔ حمید صدر دروازے کی طرف پڑھتا چلا گیا۔ ہمیشہ لگھ کر دروازہ کھولا۔ کوئی فریبی واحدہ کو دو نوں ہاتھوں پر آنکھے کھڑا تھا۔ واحدہ کی انھیں نہیں بتھیں اور وہ ہگری ہگری سانسیں لے جاتا۔

"میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔" مجھے بھر بھوٹ ہے۔" حمید تھیک ہے ہٹا اور اکرام سے مل کر اگیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے؟ گل۔ کیا مطلب؟" اکرام پہلا یا۔ حمید کے تھیک ہے تھیک ہے وہ دو نوں بھی صدر دروازے سے تک آئے تھے۔" "اوہ۔ واحدہ۔ واحدہ کی لپکپاٹی ہگری آواز مٹائی میں گوئی مکوئی جگہ بتاؤ۔ یہ بے ہوش ہے۔" فریبی ہاں میں داخل ہوتا ہوا بولتا۔

"یہاں۔ یہاں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ مکار ہے۔" اکرام دہرا۔" فریبی ہے بے ہوش واحدہ کو ہاتھوں پر آنکھے لے ہوئے آگے بڑھتا اور بالآخر اسے کشادہ کا ڈنٹر پڑھتا کر ان کی طرف مڑتا۔ اکرام حمید سے کہہ رہا تھا۔ "آپ لوگ بڑا کرم صدر نہیں کریں۔ اس آدمی کے لیے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ خواہ بڑا بولی۔"

12 اس کی دبی وقعت تھی جو اس کی خالہ کی زندگی میں تھی۔ بلکن اس

دوڑ رہا ہو۔

میں اس کی رُنگ سے واقع ہوں۔

کیا تم نے کروں کے لیے بات نہیں کی؟

فریبی نے حمید کو مغلب کیا۔

صرفت دو کمرے تھیں مل سکتیں گے یا حمید بھرائی ہوئی

آوازیں بدلے۔

سڑاکرام ہی وجہ پاکیں گے۔

فریبی نے موٹے کی طرف دیکھا۔

یقظی بھی اور ذاتی معاملات ہیں۔ اکلام نے نافتنگوار

لیجے میں کہا۔

میں میں اتنا ہی کبوٹ کا کہی یقظی بھاپ قیام نہیں کر

سکتے گا۔

اس نے آپ سے رشتہ داری بتائی تھی۔

اس کی خالہ مرگی۔ رشتہ داری بھی ختم۔

اوہاگر یہ اسی حال میں مر گیا تو؟

میں کیا کہتے ہوں؟ اکلام نے بچے پر دانی سے شانوں

کو جنبش دی۔

سل حمید سے آہستہ کہہ رہی تھی۔ اکلام تو غصے میں

پاگل ہو جاتا ہے۔ تم جلویں سے ساختیں کمرے کھوئے دیتی ہوں۔

وہ سچی بھی ہوش معلوم ہوتا ہے۔

وہ انھیں سوال دیجاتے ہیں۔ ابھی چھوڑ کر عمارت کے

اس حصے میں آئے جہاں رہائش کرے تھے۔

"بچے واحد سے بحدودی ہے۔ وہ کسی ذہنی بیماری میں

بیٹلا ہے۔ میں شیخ کہتے ہوئے ایک کمرے کا دروازہ کھولتا۔

حمدید نے خاصو شی خوبی میں بیتری بھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ

اگرا کرام نے پلاٹیزم والی بات چھیر دی تو فریبی کس حد تک اسے

جنھا سے گا؟ کیونکہ اسے تران حالات کا علم نہیں تھا۔

سل نے اس دوران میں اسے تینوں کمرے دیکھا دیے۔

سرداکرام اگر اپنی ہی بات پہاڑے رہے تو تم کیا کر سکوں؟

حمدید نے دفعتاً سوال کیا۔

وہ میری مخالفت نہیں کر سکتا۔ میں نے بھی تک اپنی

راسے محفوظ رکھی ہے۔

تم بہت اچھی ہو۔

شکری۔ میں کوئی بات نہیں۔ ہم بڑنس کرتے ہیں۔

مسکرانی۔ وہ پھر ہال میں آگئے۔ بھاپ فریبی اکلام کو سمجھانے کی کوشش

کر رہا تھا کہ وہ ایک رات سے فریادہ قیام نہیں کرے گے اور اس

ہہوت کی جو اٹھنک فراہم کی جائے گی بڑی سے بڑی قیمت ادا کی جاسکتی ہے۔

"نہیں یہ نامکن ہے۔" اکلام بولا۔

"اکلام۔" دفعتاً سملی تھے غصے بچے میں اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ ملکرا احمقانہ انداز میں ملکی ملکی پیشیں جھپٹکانے لگا۔

"اں لوگوں کا قیام ہیں ہو گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔"

"اتب پھر بچے چھمیں جس کی جھوٹکوئیں بھی نہیں جانے گا۔"

اکلام نکھلا اور کاڈنر کے پیچے واپس دروازے میں داخل ہو کر نظر دیں سے او بھل ہوئی۔

"کیا اسے ہوش آگئی؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔" حمید اسے لیکور دیکھتا ہوا بولتا۔ "یہاں سڑاکرام

نے واحد کو چھرا تھوں پہاڑھیا پھر ان کے قیچے یقچے کیا ہی

رہائشی کروں تک آئی تھی۔ اس کے پھر سے سے فاہر ہو رہا تھا

بیسے واحد کی بھوٹی کے بارے میں تفصیل معلوم کرنے کے

یہے بے پیش ہو۔

واحد کو ایک آرام دہ بستر پہاڑ کر سکون سے ڈھانپ دیا گیا۔ فریبی کی انکھوں میں تشویش کے آثار تھے۔

"بھاپ کے لیے آتشدان بھی ضروری ہو گا۔" اس نے

حمدید سے کہا۔

حمدید نے سلی سے کہا اور سلی فوری طور پر کسی انتظام کے

لیے دہان سے ملپی گئی۔

"یہ کھڑاگ اب میرے لیے بے حد تکالیف دہ ہو گیتا۔"

حمدید کچھ دیر بعد بڑا یا پھر پوری طرح فریبی کی طرف متوجہ ہو کر بولتا۔

"میری طرف دیکھیے۔ ہم بھاپ جیاں جیل سرودے کرنے

آئے ہیں۔"

"اکلام کی گفتگو سے میں نے اندازہ کر لیا تھا۔ لیکن

وہ اتنا حمق نہیں۔ معلوم ہوتا، جتنا تم سمجھے ہو۔"

پھر حمید نے مختصر الفاظ میں اسے واحد کے بارے میں اکلام

کے خیالات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "اں کے آپس کے تعلقات

چچے عجیب سے معلوم ہوتے ہیں۔ خود واحد نے اس کا اظہار

نہیں کیا تھا۔ بڑے پیار سے اپنے خالو کا تذکرہ کر رہا تھا۔

"ان بالوں میں نہ ہجوم۔"

"لیکن یہ بے ہوش کیسے ہجوم؟"

"سوال یہ ہے کہ اب اسے ہوش کیوں کر آئے؟"

"بات نہ اڑائی۔ آپ خواخواہ اپنا وقت نشان

نہیں کر سکتے۔"

14

"تم بچے اپنی طرح جانتے ہو۔" فریبی اس کی انکھوں میں دیکھتا ہوا سکرا۔

"اور یہ بھی جانتا ہوں کہ دنیا میں صرف یہی ایک چیز اے

کے لیے حوصلہ لزت کا ذریعہ ہے۔"

"لہذا اپنے کام سے کام رکھو۔"

"آپ کی مدد سے کام سے کام رکھو۔"

فریبی داہد کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جس کے مذہبے ہلکی سی

کراہ نکلی تھی۔ اتنے میں بھل بھی کرے میں داخل ہوئی۔

"کیا اسے ہوش آگئی؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔" حمید اسے لیکور دیکھتا ہوا بولتا۔

"پہلے زیادہ تلاطف ہے۔"

"پتا نہیں۔ یہ تو آتشدان بھی ضروری ہو گا۔"

"اکلام سے کام بھنگا لے کر رہا تھا اور اس کے تیواراچھے

نہیں تھے۔

"کیوں؟" سلی کے بچے میں حیرت تھی۔

"تم بھاپ سے چلی جاؤ۔" اس نے رانفل کی نال سے کاونٹر

کے یقچے والے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"آخر بات کیا ہے؟"

"یہ ان لوگوں کو بھاپ نہیں ٹھہرے دوں گا۔"

"تم وہ آتشدان اٹھا لے جاؤ۔" سلی نے اس کی بات

گئی اس نکنے کرے حمید سے کہا۔

کاونٹر کے قریب ایک بڑے سے آہنی آتشدان میں کوئے

دکب رہے تھے۔

"یہ کہتا ہوں اخیر بھاپ سے جانا پڑے کا۔" اکلام داہد

"یہ ظلم ہے مرتاکرام۔" حمید خشک یقچے میں کہتا ہو اکاؤنٹر

کی طرف بڑھاہی تھا کہ اکلام رہا میں حائل ہو گیا۔

"نہیں۔"

"وہ مر جائے گا۔" حمید بولتا۔

"جنم میں جائے۔"

حمدید نے سلی کی طرف دیکھا۔ اس کے چھپے پر بھل جلاہت

کے اشارے نظر آئے۔ وہ آگے بڑھی اور اکلام سے رانفل چھیننے کی

فریدی اُسے گھوڑ کر رہا گیا۔ کچھ بولا نہیں۔

"یہ اب پہ بوش نہیں ہے بلکہ کہری نیند سورہ ہے۔" اکرام مفضلہ باز انداز میں باقاعدہ ملتا ہوا بولا۔

داجد کے ہی سلسلے میں گفتگو کرنی ہے:

"فزوور۔ فزوور۔" اکرام مفضلہ باز انداز میں باقاعدہ ملتا ہوا چاہتا ہو گیا۔

شکاری کا ذریعہ کے پاس سے بہت کرہاں کی ایک میز

کے گرد جائیجھے تھے۔ اس نے ان کی طرف اشارہ کے سلیے

کہا۔ "تم ان لوگوں کے لئے کافی کا انتقام کر دو۔"

وہ سرکو خفیتی جیش دے کر دہاں سے چل گئی۔ فریدی

کا ذریعہ پہنچایا۔ تیک کر جھکتا ہوا استہانے بولا۔" کیا ان

شکاریوں کا پاؤ کہیں قریب ہے؟"

"جمی ہاں۔۔۔ اب بھی دیکھ لیجھے کہ ان سے میرے اچھے

تعلقات ہیں لیکن میں نے انھیں یہاں قیام نہیں کرنے دیا۔"

اکلام نے باقاعدہ ملتے ہوئے کہا۔

"واجد کیسا ادمی ہے؟"

"یہ۔۔۔ آپ مجھ سے کبھی بچھوڑ رہے ہیں؟"

"وقاہر ہے کہ آپ اس کے رشتے دار ہیں۔"

"مجھے ویسے اس میں کوئی بڑا نظر نہیں آئی تھی، لیکن

بچھلے ناہ دو قیرطکبیوں کے ایک قافلے کے ساتھ یہاں آیا تھا۔

ان میں شامل بھی نہیں تھا لیکن ان کے ساتھ ہی یہاں پہنچا تھا۔

یہ نے اسے ہاتھوں ہاتھوں بچھوڑا کر کر میں اس کو میشے سے پسند

کرتا رہا ہو گیا۔ اس کے لیے غلیظہ کمرے کا انتظام کیا۔ اس کی

آسانیوں کا خیال رکھا لیکن۔۔۔"

وہ فاموں ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ فریدی استھانے نظردار

سے اسے دیکھے جا رہے تھے۔

اکلام تھوڑی دیر بعد جھرائی ہوئی آوازیں بولا۔ "رات

اس نے شرافت سے ببرکی تھی۔ لیکن دوسرا صحیح قیرطکبیوں کے

قافلے کی ایک رواں کے یچھے پر لگا تھا۔ وہ بھی کاونڈر پر مجھ

سے بات کر رہی تھی کہ وہ آگیا۔ پہنچے اعقول کی طرح اسے گھوڑتا

رہا جھرولہا۔ تم ہی ہو۔۔۔ میں نے تھیں کہاں کہاں تلاش

کیا۔ وہ بے چاری حیرت زدہ رہا۔۔۔ مجھے پوچھنے لی کریں کیا

لیک رہا ہے۔ میری سمجھیں نہیں آرہا تھا کہ میں کی اڑوں؟ اس

وقت، یہاں ہم تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ میں عجیب

طرح کی دہشت کا شکار ہو گیا۔ سوچ رہا تھا کہ اڑا اس کے

ساقیوں میں سے کرنی اس طرف انکلائقی ہو گا؟ اتنی دیر میں

وہ نامعقول بالکل پوچھا کرنے کے انداز میں گھٹکوں کے بل کھڑا

ہو گیا تھا اور اپنے دنوں باقاعدہ جوڑ دیئے تھے۔ اس کی حرکت پر

ہو دنوں وہاں سے ہاں میں آئے۔ اکرام کا ذریعہ بیجا

ہو رہا تھا اور اس کے قریب ہی دو آدمی شاہزادی سے رالمیں نکالتے

کھڑے تھے اسی موجود نہیں تھی۔ یہ دنوں آدمی وضع قطع سے

پیشہ درشکاری معلوم ہوتے تھے۔ ان اڑاٹ میں بھی سردوں

میں بڑے باروں والی بوڑاں کا شکار ہوتا تھا۔ قریب پہنچنے پر جمیں

کو ان دنوں کے چہرے پوچھنے سے لگے اور وہ دنوں

بھی انھیں آنکھیں پھاڑ کر دیکھے جا رہے تھے۔ دفتر اسی

کا ذریعہ کے تیجھے والے دروازے سے یہاں مدد ہو کر مفضلہ باز انداز

میں پہنچی۔ "اکرام خامخواہ بات نہ بڑھاو۔"

"تم چپ رہہ۔" وہ اس کی طرف مرڑے بغیر کا ذریعہ باقاعدہ

رکھ کر دہا۔"

"بات تو تھیں فرمی کرنی پڑے گی پیارے اکرام۔" ان

میں سے ایک شکاری نے نرم بھجنے میں کہا۔ "مجھے اتنی ہمت

نہیں۔ پہنچ کریں کرنل فریدی کے مقابلہ کھڑا ہو سکوں۔"

"کون کرتیں فریدی؟" "اکلام اچھل پڑا۔"

اتنے میں فریدی نے آگے بڑھ کر زخم بھجے میں کہا۔ "اب

تمہیں اٹھیں ان ہو جانا چاہیے کہ تم کسی خطرے سے دوچار نہیں ہو۔"

پھر وہ ان دنوں کی طرف مرڑا اور مسکرا کر بولा۔ "تم شاید

گوئی کی پاری سے تعلق رکھتے ہو۔"

"جمی ہاں۔ جناب۔"

"اگل۔ کرنل۔ فتح فریدی یعنی کہ اکرام ہمکلایا۔ اس

کے چہرے پر عجیب سے آثار تھے چھروہ بسلی کی طرف مر جا کر

جیسے پڑھنے ہوئے انداز میں بولا۔ "کوئی بات نہیں ہے۔ سب ٹھیک

ہے۔ یہ واجد کے ٹھیکنے کے ایک بڑے نامور آفیسر ہی۔ لل

لا جو ولادتی میں خامخواہ۔ وادا بھی۔"

"کونی بات نہیں۔ میرے اسٹنٹ نے تھیں صحیح بات

نہیں بتائی تھی۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں بتاتا۔"

"میں بے حد شرمندہ ہوں جناب۔"

حیدر نے بسلی کی طرف دیکھا۔ اسی کے چہرے پر

گھر اسکون تھا۔

"اور اب۔" فریدی تھوڑی دیر بعد بولा۔ "مجھے تم سے

"والپی میں بھی وہ قافتی یہاں مکھرا تھا۔

"جی نہیں۔"

فریدی کچھ سوچنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اس لڑکی کے سچنے کا مقصود معلوم کرنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا کہ رواں کے قول کے مطابق دہشت زدہ کر دیا تھا اور ان سوالات کا مقصود معلوم کرنے سے کسی قسم کی گفتگو تو نہیں کی تھی۔

کروں کی طرف والپی پر فریدی نے حیدر سے کہا۔ "اکلام کے بیان کے مطابق یہ رواں وقت کا صلح یعنی نہ کر سکوں گا۔ لیکن

"ان لڑکیوں کا تو اس وقت تک تعلق پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ یہی سوت میں نہ تبدیل ہو جائے، چاہئے واں کی پردا

اس وقت تک نہیں کرتی جب تک کہ وہ دفن نہ ہو جائیں اور پھر ہر محفل میں بڑے آرٹسٹ انداز میں اپنی سولگواری کا اٹھا رکھتا چھر جائے۔

"یہ تھیں مشنی زیر عشق کا درس نہیں دے رہا تھا۔"

فریدی نے تا خوشگوار بھیجے میں کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ اس وقت تک نفسی کی دلیل سن کر گہر اصلہ پہنچا ہے۔" دفترا فریدی چلتے چلتے رکا اور پھر کاونڈر کی طرف مر جائی۔

حیدر وہیں کھڑا رہا۔ اتنے میں سلی اسے اپنی طرف آتی دھکاتی دی۔

"اب کیا حال ہے؟ اس کا؟" اس نے پوچھا۔

"اگر پہلے ہی بچ بول دیتے تو بات اتنی کبھی پڑھتی؟"

"ہوں۔ اول۔ تم نے ان سے چاروں کو کافی نہیں سڑو کی۔"

حیدر نے دنوں شکاریوں کی طرف دیکھ رکھا۔

"اکرام سڑ کرے گا۔ میں نے تیار کر دیے۔ بڑی صیبیت آجائی ہے سینزن فلم ہونے پر۔ میں ہی اسے کفاہت شعاراتی سکھاتی ہوں۔" دوسرے سردوں میں بھی تو کروں کی فوج پر قرار رکھے۔

"واجد میں قافلے کے ساتھ آیا تھا اس نہیں کوئی لڑکی بھی تھی۔"

"ہاں شاید تھی تو۔"

"کیا واحد نے اسے چھپا رکھا؟"

"نہیں تو۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایک بہت بی شاشستہ آدمی ہے۔ اکلام نہیں سمجھ سکتا لیکن مجھے یقین ہے کہ اس پر کسی قسم کے درے پر پڑتے ہیں۔"

حیدر نے فریدی کی طرف دیکھا وہ کاونڈر پر جھکا ہو اکرام سے کچھ کہرا تھا پھر جھیلے ہی وہ والپی کے لیے مردا بسلی اس

طرح حمید کے پاس سے بہت بھی جیسے وہ وہاں اس کی موجودگی پر متعارض ہوگا۔

"حبلپور" فریبی تقبیب سچ کو بولا تیر اخال بے تم اس سے واحد کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔

"واحد سے کم تو نہیں بھول میں۔ اپنے متعلق گفتگو کرنا تھا،" سے بتا رہا تھا کہ ابھی میری شادی نہیں ہوتی۔

"بکوست" فریبی نے کہا اور آگے بڑھتا چل گیا۔

اس نے کر سے کا دروازہ کھول۔ حمید اس کے تیکھے تھا۔

لیکن اسے دیوار پر وہ روشن دائرہ صفات نظر آ رہا تھا جس سے دوڑ کی پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ اور واحد کا بیرونی تھا۔ فریبی تیزی سے اس دائرة کی طرف بڑھتا چلا گی۔ دیوار نور پر صفائی سے کاٹا گیا تھا۔ اتنا بڑا سوراخ تھا جس سے ایک آدمی پر آسافی گورنمنٹ تھا وہ پھر خالی بیٹر کی طرف گھٹا۔ واحد کا درود ورنک پتا نہیں تھا۔



سب سے پہلے فریبی اس راستے سے باہر نکلا تھا۔ یہ عمارت کی پشت تھی حمید بھی باہر نکلا اور اس نے پرت پر کئی آذیز کے قدموں کے نشانات دیکھے جو حصان پر اتر کر انہیں حیرت کی طرف چل گئے۔

"وہ سڑک ہے؟" فریبی جیک کر کے لھوڑتی ہوئی بولی۔

"بولا۔" اسے بھائی کے انتہا کر کے جایا گیا ہے۔ پھر وہ یہ کہا۔ کہیں بھائی کے انتہا کے لھوڑتی ہوئی بولی۔

"جلدی کرو۔ کہیں وہ ہماری کارڈی کو بیکارنے کے ہوں؟" جلدی کرو۔ کہیں وہ ہماری کارڈی کو بیکارنے کے ہوں؟

حالات سے پہلوی طرح باخبر ہونے کے باوجود بھی حمید کسی بڑے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہو گیا۔ وہ بیرونی تھا۔ حمید کو دیہیں رکھنے کا انتہا کرتا ہوا خود تیزی سے باہر نکل گیا۔ فریبی سے ہال میں پہنچنے لیکن بھائی کے علاوہ اور کوئی نظر نہ آیا۔ حمید نے اس میز پر کافی کے لوازم رکھے جہاں دونوں شکاری کو اسی پیٹھے تھے۔ سلی کا دوڑنے پر تھی۔ حمید نے کافی پاٹ کا دھکن اٹھا کر دیکھا۔ کافی پاٹ پر رکھا۔

"تم چاہو تو میں سے استعمال کر سکتے ہو۔ وہ دونوں چلے گئے؟" سلی نے اسے آغاز دے کر کہا۔

"یہ لوگ کہاں گئے؟" "پتا نہیں تھا۔" کافی کے بعد اکرام اُن کے لیے کافی

چونکہ پڑے۔ دروازے پر کوئی باہر سے ٹھوکری مار رہا تھا۔ حمید تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا لیکن اس دوران میں بغلی ہو سڑ سے ریواںور بھی نیکال جیکا تھا۔ پینڈل ٹھی کر دروازہ تو کھولا لیکن خود اوتھی ہیں رہا۔ داشتے ہاتھ کی اٹھکلی ریواںور کے پڑیکہ تھی اور وہ کسی لمبے بھی فائزگر سکتا تھا۔ اندر داخل ہونے والا فریبی تھا اور اب اس نے اکرام کے پہاڑ جیسے جسم کو دو فون باتھوں میں اس طرح اٹھا رکھا تھا جیسے وہ کوئی نہ خاصاً سچھا ہے۔ سلی بوجھا کر دیکھا اور اسے کہا۔

"یہ کسی کمرے میں چلے چھاپا۔ یہ کیا ہوا؟" "کسی کمرے میں چلے چھاپا۔ بتر ہو۔" فریبی کا نہ زرم بھی میں کہا۔ حمید بھی دروازے کی اوٹ سے نیکل کو ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ سلی اُنہیں اکرام کی خواب گاہ میں لائی۔ فریبی اُسے بتر پر لٹا کر حمید سے بولا۔ سرسری چورت ملکے کے یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ "یہاں ہے۔ مجھے بتاؤ۔ یہ کیسے ہوا؟" سلی پیکا تیکھی آٹا۔

"یہاں ہے۔ اسے گیراج میں بیہوش پڑایا یا تھا۔" "وہ لوگ کہاں گئے؟" "کون لوگ؟"

حمید نے سلی کو فاموش سہنے کا اشارہ کرتے ہوئے فریبی کو وہ سب کچھ بتایا جو اس سے معلوم ہما تھا۔

"وہ ہماری کارڈی بھی لے گئے۔" فریبی بولا اور پھر سلی سے پوچھا۔ "یہاں گیراج میں کوئی کارڈی تھی؟" "ہاں۔ ہماری دین۔" اسی نے جواب دیا۔

"وہ بھی اب وہاں موجود نہیں ہے۔ میرا فیال ہے کو دین ہی کوئے جانے کے لیے انھوں نے اکرم پر حمل کیا۔"

"لیکن کیوں۔ لیکن کیوں؟" "اس لیے کہم ان کا تعاقب نہ کر سکیں۔" حمید نہ لولا۔

"آفرید سب کیا ہو رہا ہے۔ وہ دونوں شکاری تراکرام کے شناس تھے۔ ان پر اسے اٹھا دھکا کر تم سے پہنچنے کے لیے اپنیں بلوایا تھیں۔"

"کہاں سے جرا یا تھا؟" "اوہ۔ یہ سب بائیس پھر ہوتی رہیں گی۔ اکرام کے لیے کچھ کرو۔ یہ کیسے ہوشیں آئے گا؟ میں کیا کروں؟" میرے قدم کا تھا۔

"یہ اُسے دیکھو رہا ہوں۔" فریبی بولا۔ پھر اُس نے حمید

سر و کر رہا تھا کہ دفعتاً دونوں اٹھ گئے۔

"مسٹر اکرام کہاں ہیں؟" "وہ اسے بھی ساتھے لے گئے ہیں۔"

"کہاں؟" "اکرام جلدی واپس آئے کو کہہ گیا ہے۔ مجھے خود بھی حیرت

بے وہ اس طرح کہیں نہیں جاتا۔"

حمدید نے طویل ساتھی اور رضاکر صدر دروازے کی طرف دیکھا۔ فریبی ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ تو کیا تجھے مجھ رہا اپنی کارڈی سے باقاعدہ خوبی بیٹھے۔ بات قرین یہاں بھی تھی۔ جو لوگ اُسے لے گئے تھے انھوں نے اس کا خیال تو رکھا ہی ہو گا کہ فوری طور پر ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ الگ وہ کارڈی نے لے گئے ہوں گے تو کم از کم اسے قابل استعمال نہ رہنے دیا ہو گا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کاڈنٹر کے قریب آیا۔

"سردی سبھت ہے۔ ایک کپ اور نہیں۔" سلی بولی۔

"کپارہ دونوں چانک ہی اٹھ کر لے گئے تھے؟" "نہیں۔ باہر سے ان کے کسی ساتھی نے دروازہ کھول کر کچھ کہا تھا۔"

"اوہ۔ کوئی تیسا آدمی؟" "بات کیا ہے؟" سلی چانک کر کے لھوڑتی ہوئی بولی۔

"تم اس طرح کیوں پوچھ رہے ہو؟" "میرے چیز کی واپسی پر معلوم ہو جائے گا۔"

"اس سے مجھے نہ جانے کیوں خوف معلوم ہوتا ہے۔" اسے دیکھ کر میرے رذیغ کا حکم سے ہو جاتے ہیں۔ عجیب سی

محترم تھی سارے جسم میں پڑ جاتی ہے۔ پچھن میں یہی کیفیت چڑھا کر میں شردوں کے کہر سے کے پاس سے گزرتے وقت ہوا کری تھی۔"

"یعنی پوچھو تو وہ چڑھا یا گھری کے قابل ہے۔" حمید اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا اسکرایا۔

"یہ نہیں سمجھی؟" "تمھیں دیکھو کر اس کے جسم کے سارے روئنے کھم سے ہو جاتے ہوں گے۔"

"ایک بات ہوئی؟" "بچھرے ہوئے درندے کے جیڑے میں باقاعدال دے

گا لیکن کسی عورت کا قرب اس کے لیے قرب قیامت سے کم نہیں۔ اب یہی دیکھو تو کھود باہر گیا ہے۔ کیا مجھے نہیں بھج سکتا تھا؟"

"یہی عجیب بات ہے۔" سلی بڑا بڑا پھر وہ دونوں ہی

سے کہا۔ "تم مسٹر اکرام کو واحد دلے کر کے میں لے جاؤ۔" "کیوں؟ وہ بھیت سے آنکھیں بھیڑ کریں۔" "تاک حالات سے مستحق تھا ری حیرت رفع ہو سکے۔" "کیا بات ہے؟" وہ حمید کی طرف مردی۔

"میرے ساتھ آڑ۔" "خدا را کچھ تو تباو۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ جنbla کر چھین۔

اور حمید کے تیکھے تیکھے کمرے سے نکل آئی۔

"یہ سب کچھ واحد کی وجہ سے ہوا ہے؟" "تو اکرام چھیک کی کہہ رہا تھا؟"

"وہ بھی غلط قہی میں بستلا تھے۔" "وہ آخر کو واحد دلے کر کے میں داخل ہوئے اور میں سامنے والی دیوار پر نظر پڑتے ہیں پھٹک کریں۔"

"یہ کیا ہے؟" اس نے بالا خریعہ اپنی ہجرتی آفیزیں پوچھا۔

"اس طرح وہ واحد دلے کے ساتھی تھا۔ ساتھی کی تعاقی کے سارے ذرائع بھی منقطع کر گئے۔"

"لیکن یہ اس صفائی سے۔ تم خود دیکھو کہ شہر تکنے مورے ہیں۔ اتنے خود کے وقفے میں یہ کام قطعی ناممکن ہے۔ آتنی گولانی میں تراشنا قطعی ناممکن۔"

"ترکیب میں بھی اکرام والے آسیب کے امکانات پر غور کر رہی ہیں؟"

"اصل معاملے کا علم میرے چیز کو ہے۔ پھر حال خدا کا لاکھ لکھ شتر ہے کہ مجھے اس سے بخات ملی۔"

"میری سمجھو میں کچھ نہیں آتا۔" "فزورت بھی کیا ہے کہ بختنے کی۔ ہوش آنے پر کچھ کچھ مسٹر اکرام بھی بھجا ہی دیں گے۔"

"چھوڑ۔ یہاں میرا دم گھٹت رہا ہے۔ مجھے اکرام کے پاس سبتا چاہیے تھا۔"

وہ بھر اکرام کی خواب گاہ میں آئے۔ اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ فریبی اپنی وجہ ویسی تھا اور پرتوشیں نظر دلے اکرام کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"ہم وقت صنائع کر رہے ہیں۔" حمید کمرے میں داخل ہوتے ہیں پھر۔

"اس کے ہوش میں آنے سے پہلے کوئی قدم اٹھانا نہیں کر دیں گا۔" فریبی کا جواب تھا۔

19

بسی

آخر سے کس طرح ہوش آئے گا؟ اُس نے مضطربانہ مذاقہ کیا۔

تدبیر کی گئی ہے۔ ذرا دیر بعد۔ دیسے چھرانے کی کوئی بات

نہیں۔ فریدی کھڑی پر نظر آتا ہوا بولا۔ "تم بیٹھ جاؤ" اس نے سامنے والی کمری کی طرف اشارہ کیا تھا۔

چپ چاپ جائیں۔ حمید کی نظر اکرام کے چہرے پر تھی۔ اکام کے پیسوں سے گردش کرنے لگے تھے۔ کچھ دیر بعد موڑت بھی ہلے اور ہلکی سی کراہ نگلی جاں کے بعد اس نے آنکھیں ٹھوٹ دی تھیں۔ پیکن چھلکانے پر فیر چھت کی طرف گھوڑتا رہا۔ اسی نے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن فریدی

نے ہموشی پر انگلی رکھ کر اُسے ہاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ کچھ دیر بعد۔ اکرام کراہ۔ "ذیل کیتنے۔ کچھ تھے"۔

"تم کس سے مناطب ہے؟" فریدی نے سوال کیا۔

"اویں؟ اُس نے چونکہ کراہ کی جانب سر گھما یا اور پھر اُنھنیں کی کوشش کی۔

"نہیں۔ فریدی کا تھا مکھا کر بولا۔" لیسے رہو۔ تھارے سر میں چوتھا ہے؟"

"مل۔ اسلی کہاں ہے۔ وہ محفوظات ہے تا پہلے۔" میں یہاں بُول۔ اسلی سامنے آتی ہوئی بُولی۔ بیہ کی ہوا۔

"بتاؤں گا۔ بتاؤں گا۔" میرا سر درد سے بھٹاکا رہا۔

میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ناصر اتنا کمینہ ثابت ہو گا۔ اُسے تو میں نے کبھی یہاں قیام کرنے سے بھی نہیں روکا تھا۔

"تم اُن کے لیے کہاں کافی لاد۔" حمید نے اسلی سے کہا۔

"ہاں۔ کافی۔ یہ پہتر ہے گا۔ میرے لیے۔" اکام بڑا بڑا۔

اسی کے اندازے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ جانا چاہتی ہے۔

حمدیت پھر کہا اور وہ اٹھ گئی۔

بسی اکرام کی پامنثی کھڑا ہو گئی۔

"آخرا سے کس طرح ہوش آئے گا؟" اُس نے مضطربانہ مذاقہ کیا۔

تدبیر کی گئی ہے۔ ذرا دیر بعد۔ دیسے چھرانے کی کوئی بات

نہیں۔ فریدی کھڑی پر نظر آتا ہوا بولا۔ "تم بیٹھ جاؤ" اس نے سامنے والی کمری کی طرف اشارہ کیا تھا۔

چپ چاپ جائیں۔ حمید کی نظر اکرام کے چہرے پر تھی۔ اکام کے پیسوں سے گردش کرنے لگے تھے۔ کچھ دیر بعد موڑت بھی ہلے اور ہلکی سی کراہ نگلی جاں کے بعد اس نے آنکھیں ٹھوٹ دی تھیں۔ پیکن چھلکانے پر فیر چھت کی طرف گھوڑتا رہا۔ اسی نے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن فریدی

نے ہموشی پر انگلی رکھ کر اُسے ہاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ کچھ دیر بعد۔ اکرام کراہ۔ "ذیل کیتنے۔ کچھ تھے"۔

"تم کس سے مناطب ہے؟" فریدی نے سوال کیا۔

"اویں؟ اُس نے چونکہ کراہ کی جانب سر گھما یا اور پھر اُنھنیں کی کوشش کی۔

"نہیں۔ فریدی کا تھا مکھا کر بولا۔" لیسے رہو۔ تھارے سر میں چوتھا ہے؟"

"مل۔ اسلی کہاں ہے۔ وہ محفوظات ہے تا پہلے۔" میں یہاں بُول۔ اسلی سامنے آتی ہوئی بُولی۔ بیہ کی ہوا۔

"بتاؤں گا۔ بتاؤں گا۔" میرا سر درد سے بھٹاکا رہا۔

میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ناصر اتنا کمینہ ثابت ہو گا۔ اُسے تو

میں نے کبھی یہاں قیام کرنے سے بھی نہیں روکا تھا۔

"تم باہر کیوں کچھ تھا؟" میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

"وہ مجھے لے گیا تھا۔ اُسے تھوڑا سلپیڑاں جاہے تھا۔

اس کے لیے میں اُسے گیراج میں لے گیا۔ دہاں اُس نے دین کی جانی طلب کی۔ ابھی میں کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ اُس کے دوسرے ساتھی نے میرے سر پر کوئی وزنی چیز ماری پھر مجھے ہوش نہیں کیا ہوا۔

کرامہ تا سوچ پڑی۔

"اویں جل سکتی ہوں؟" اسلی بول پڑی۔

"ہرگز نہیں۔" اکرام کے بھی میں جھوٹا ہٹ تھی۔

"جسے اپنی گاڑی واپس چاہیے۔ سمجھے تم۔" "جہنم میں کتنی گاڑی۔ میں دیہ و دانہ تھیں کسی خلافے میں نہیں پڑتے دوں گا۔"

"ان کا تحفظ ہماری ذائقے داری ہے۔" فریدی بولا۔

"تحفظ۔ بُوہہ۔ آپ اس کا تحفظ تو نہ کر سکے جسے ساتھ لائے تھے؟"

"اکرام فضول باتیں نہ کرو۔" اسلی نے جھنجاور کر کھا۔

"تو تم جاؤ گی ان کے ساتھ؟"

"یقیناً جاؤں گی۔ تو آرام کرو۔"

"کوئی کچھ نہ ہو۔ فریدی سکھار کا گوشہ توڑنے لگا تھا۔ حمید نے جیب میں تباکو کی پاؤچ ٹولی۔ پھر تھوڑی دیر بعد اسلی کافی کی ٹرسے اٹھا لئے ہوئے کرے میں داخل ہوئی تھی۔ پڑا کافی پاٹ تھا اور چار کپ فریدی اور حمید کو بھی کافی بیش کی گئی۔ اکام اٹھ بیٹھا تھا اور پرنسپر نظارہ سے اسلی کو دیکھے جا رہا تھا۔

"یہ غافت نہیں ہوں۔" دفتار اسلی ہنس کر بولی۔ "تم ذرہ برا بر بھی پر خدا نہ کرو۔" میرا نشانہ کجھ خطا نہیں جانتا۔ تم جانتے ہی ہو۔ اس اتنا ہے کہ گاڑی کے بغیر ہم دشواریوں میں پڑ جائیں گے۔"

"صرف گاڑی ہی کے لیے میرا اکرام سے یہ بتاؤ ہو گا۔" فریدی نے کافی کا خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اب آپ لاگوں کے لیے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ وہ صرف اتنا ہی جاہتے تھے کہ ہم ان کا تعاقب شکر سکیں۔"

"متلاعک؟" اکرام نے طولی سانس لی اور پھر اسی کا جھٹا۔

کچھ کہتے کہتے رُک گیا ہو۔

حمدید اُسے گھوڑے جا رہا تھا۔

"کیا کسی طرح تعاقب ممکن ہے؟" بالآخر اُس نے سوال کیا۔

"ممکن تھا۔ لیکن افسوس۔ میری موڑ سائیکل بھی وہ

مرد و ناصرتین دن ہوئے عاریتائے کیا تھا۔ میں تو سمجھا تھا شاید وہ آج اُسے واپس کرنے آیا ہے۔"

دنقتا فریدی اُسکے گھر اہمگا۔ چند لمحے خاموشی سے اکرام کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ "کیا تم خود میں اتنی توانائی محسوس کر رہے ہو کہ ہمارے ساتھ اس غارتک چل سکو؟"

"نہیں مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے۔" اکرام نے کہا اور

سردی بہت بڑھ گئی تھی۔ وہ پسیل ہی سڑک کی تھر چل پڑے۔ بُلکی نے پرستیں پہن لی تھی اور حمید محسوس کر رہا تھا کہ کام سے چلنے میں دشواری بہرہ ہی ہے۔

"قدادِ زمان لادیا ہے۔ تم نے اپنے اُمیر پر کہا۔" "مجھوڑی ہے۔ سردیوں میں اس کے لیے بہرہ بہر لکلنے کی بہت نہیں کر سکتی۔"

"پتا نہیں کس جائز کی تھا۔" سے اتفاق بھی رکھتا تھا یا نہیں۔

"مجھے صرف اس سے غرض ہوئی ہے کہ کھل آرام دہ بے یا نہیں۔ آئندیا لوگی وغیرہ دو اپنے ساتھ لے گیا ہو۔" مٹکا کر دیوں۔

"ڈینا کی ساری غورتیں اس آئندیا لوگی پر متفق ہیں۔" "کیا عورتوں نے تھیں کہرے صدمے پہنچا تے ہیں؟"

"بہت زیادہ۔" "صورت سے تو نہیں معلوم ہوتا۔" "سردی بہت زیادہ ہے۔" اس کے بعد اس نے کادن شاید

کچھ دُور چلنے کے بعد بُل کی تھی۔ آج کا دن شاید مجھے زندگی بھریا دے رہا ہے۔ آخر وجد بے ہوش کیسے ہوا تھا؟"

"اگر مجھے غلام ہوتا تو تھیں ضرور تباریتا۔" "میں کیا تھا رے چیز نے نہیں تباہیا؟"

"ابھی تک انکھیں موقع ہی نہیں بل سکا۔ واقعات پر دیکھات پیش آتے چلے گئے:

"مجھے خوف ہے کہ کبھیں ان غاروں میں بیکن واقع

پیش نہ آ جائے۔" "تو پھر کیوں تھیں واپس لے چیوں؟"

"یہ ڈپوک تو نہیں ہوں۔" فریدی بھرپور چیخ کے تو حمید سے بولا۔ "میں انکھیں اسی نہیں کہتی۔ کیا ہے سڑک پر سیکنے کے نکل گیا تھا۔ دفتارہ پھر فارما دیا اور مجبہ یہ دو نہیں قریب پہنچ کے تو حمید سے بولا۔"

نکھلے جائے گے۔ کیا نہیں کہتا۔ کیا ہے سڑک پر سیکنے کے نکل گیا تھا۔ دفتارہ پھر فارما دیا اور مجبہ یہ نہیں کہتی؟"

"یہ میری رشتہ دار تو ہیں نہیں کہ آپ میرے تو سڑک سے لفڑکو فرما نا چاہتے ہیں۔ آپ خردی پر راست پر جو بھی ہے۔"

کرامہ تا سوچ پڑی۔

21

کو کہ رات ہونے سے پہلے گرے کی دیوار مرمت بھی ہو جائے۔ اور وہ آواز آئی۔

جباب میں سملی نے کہا۔ یہ قطعی ناممکن ہے۔ ہمارے پاس نہ آدمی ہیں اور نہ سامان۔ اور وہ۔

”ان دونوں پر لظرر کھوڑا آواز آئی۔“ اُنھیں تم پر فوج نہ ہونے پائے۔ اور انہیں آں۔

بچھرا فاٹنے آئی۔ فریدی نے سوچ آت کر کے گھری اپنے کوٹ کی اندر ورنی جیب میں ڈال دی۔

”مم۔ میرا کیا ہے کا۔“ اسی نے روپا نسی آواز میں پُرچھا۔

”اگر تم میرے کہنے پر عمل کرتی رہیں تو اکرام بھی ان واقعات سے لامیم رہے گا اور تھاری پر زیست میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا لیکن اگر تم میرے فلاٹ گئیں تو یہیں کہہ سکتا کہ تھارا کیا حشر ہوئے۔“

بسی دلوں ہاتھوں سے گھٹے چھپا نے قاموں تیکھی رہی۔

پھر فریدی حمید کو دیں چھپرے رہنے کا اشارہ کر کے باہر چلا گیا۔

بسی اب بھی چھڑے چھپا نے بیٹھی تھی۔

”شیر چلا کیا اب آنکھیں کھول دو۔“ حمید نے کچھ درج کہا۔

”یہی بڑی دشواری ہی پڑھی ہوں۔“ وہ چہرے سے باخھا کر بھیراںی ہوئی آواز میں پوچھی۔

”کیا تم اب بھی اس سے لامی ظاہر کر سکوئی؟“ کہیاں واحد پر کیا لڑکی تھی؟“

”یقین کرو کہ میں اس کی دباؤ لگی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی اور وہ لوگ بھی میرے یہی اجنبی ہی تھے جن کے ساتھ وہ بیہاں آیا تھا اور میں ان لوگوں سے بھی پوری طرح واقفیت نہیں رکھتی جن کے لیے یہ کام کر رہی ہوں۔“

”یہ بڑی عجیب بات ہے۔“

”یقین کرو۔ محض اکرام کی اقتصادی حالت بہتر نہیں کر سکتی۔ ایسے کسی کام پر آمادگی ظاہر کی تھی جس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔“

”تم ان میں شامل کس طرح ہوئی تھیں؟“

”شکاری نام کے تو سلطے سے۔ مجھے یا تو اس سے بدلایات ملتی ہیں یا اس نفعے طائفی کے ذریعے۔“

حمدید پاٹ پس کی تباہ کو صبر نہ لگا۔ بظاہر اس کی توجہ بسلی کی طرف ہیں تھیں لیکن وہ پوری طرح ہوشیار تھا۔

تم تھارے سے ذمہ کرنے کو سن کام ہے؟“ حمید نے کچھ درج بعد پوچھا۔

”یہی کہا جب کو اٹھاتے وقت شاید کسی کی جیب سے پرس گری ہے۔ اس کے بیٹر پر ملاش کیا جائے۔“

”اگر تم پس کی اہمیت سے واقعہ نہیں تھیں تو تم نے اتنی سی بات کے لیے پسند کیوں نکال لیا؟“

وہ خنک ہوتے ہجڑے ہو شوٹ بے زبان پھر کر رہی۔ کچھ بولی نہیں۔

فریدی تلخ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ میں اتنا جھنگ نہیں ہوں کہ تھارے ساتھ ان غاروں تک چلا جانتا۔ اگر ان لوگوں کو تعاقب کا فد شر تھا تو صرف گاڑیوں کے پیٹے ناکارہ کر دینے پر بھی اتفاقاً سکتے تھے۔ اکرام کو گیراج میں لے جاؤ اس کا سرچھاراً دینے کیا ضرورت تھی؟ کیوں؟ کیا یہ سوال نامناسب ہے؟“

وہ خاموش ہو کر اس کی آنکھوں میں دمیعتار ہاپھر یو لا۔ کیا اس کا مقصد یہی نہیں تھا کہ اکرام ہوش میں آئے کے بعد بھلاہٹ میں ان غاروں کی نشاندہی کرے اور ہم ادھر دروڑے جائیں؟“

حمید سلی کو گھوڑے جارہا تھا۔ وہ دم بخود پڑی تھی۔ فریدی نے اس کی گھڑی کی چابی دباؤ کر بیٹھ جانیں گھنی فی اور گھڑی سے پرس جیب میں ڈال لیا اور تلخ سی مسکراہٹ کے ساتھ سلی کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہی اکرام تھارے راز سے واقعہ ہے؟“ دفتا۔

”میں نے سوال کیا۔“

”اب تم اسے بتاؤ گی کہ تھیں پس نہیں مل سکا۔“ فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہو۔ اور وہ دونوں اتنے فالٹ ہیں کہ کسی طرح باہر نکلنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔

”مم۔ میں“ وہ ہمکلا کر رہی تھی۔

”مجھے عورتوں کے آنسوچی متاثر نہیں کر سکتے۔“

”حالانکہ خود کی عورتوں کی یاد میں رویا کرتے ہیں۔“ حمید کے روئے کھڑے ہو گئے اور وہ بیکھلا کر دیوار کے فلاں سے باہر دیکھنے لگا۔

”یہیں اس ٹائیپر کا سرچ آن کرنے جا رہا ہوں۔“ وہ بسلی کی طرف مڑ کر یو لا۔

”تم دیکھ کر کہا جاؤں نے حمید سے لی تھی۔“

”ہاں۔“

”کس طرح آپہیٹ ہوتا ہے؟“

”چاپی کو دباؤ کر بیٹھ جائیں طرف گھوڑا۔“

”اس پس کے بارے میں تھیں اسی کے ذریعے اطلاع ملی تھی؟“

”ہاں۔“

”کیا تم پس کی اہمیت سے واقعہ ہے؟“

”اچھی بات ہے۔ اُنھیں وہیں روکے رکھو۔“

ہاتھ بائیں ہاتھ کی سمت لے جانا چاہا۔

”نهیں۔“ فریدی نے سخت لمحے میں کہا۔ ”تم یونہی بڑی رہو گی گھڑی کو ہاتھ بائیں رکاوٹی۔“

”مکب۔ کیوں؟“ وہ ہمکلائی۔

”رجحید گھڑی اتار لو۔“

”حمدید بے چارہ کہاں کہاں آپ کا ہاتھ بیٹھانے کا؟“ اتنا نہیں وغیرہ کام جلد بھی خود طے کیجیے۔

”بکو نہیں۔ چلو!“

”اچھا۔“ وہ مردہ سے لمحے میں ناک کے بال کھتا ہوا آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ سے ٹھڑی اتارتے لگا۔

”سلی نے آنکھیں بند کر دیں۔ وہ بڑی طرح ہاپ پر بھی تھی۔“

فریدی یہ سکا جائزہ نے لگا تھا۔ حمید نے اس کی آنکھوں پر دیسی ہی چمک دیکھی۔ یہی عموماً گئی مسئلے کا حل دریافت کر لینے کے بعد پیدا ہو اکتی تھی۔ بالآخر ایک طویل سانس لے کر اس نے پرس جیب میں ڈال لیا اور تلخ سی مسکراہٹ کے ساتھ سلی کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہی اکرام تھارے راز سے واقعہ ہے؟“ دفتا۔

”میں نے سوال کیا۔“

”دنہیں“ سلی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ ”میں پوری طرح خود کو تھارے حوالے کر لی ہوں لیکن اس کی نظروں میں ہوسا نہیں ہونا چاہتی۔“

”وہ اس وقت کیا کر رہا ہے؟“

”میں نے اسے اب پریں کے بہانے پہلوشی کی دوڑ دے دی۔“

”یہ ٹائیپر ہے نا؟“ فریدی نے اس کی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا جاؤں نے حمید سے لی تھیں۔

”ہاں۔“

”کس طرح آپہیٹ ہوتا ہے؟“

”چاپی کو دباؤ کر بیٹھ جائیں طرف گھوڑا۔“

”اس پس کے بارے میں تھیں اسی کے ذریعے اطلاع ملی تھی؟“

”ہاں۔“

”کیا تم پس کی اہمیت سے واقعہ ہے؟“

”اچھی بات ہے۔ اُنھیں وہیں روکے رکھو۔“

”کیا کہا گیا تھا؟“

”سلی نہیں بڑی اور یو لی۔“ برفباری نہ ہوئی ہوتی ترینیں سیسی سے نشاندہی کر دیتی لیکن ایسی صورت میں جیب کر زمین رہو گی گھڑی کو ہاتھ بائیں رکاوٹی۔“

”کیا اور اس کا خطرناک ہی ہے۔ آپ اپس چلیں“ فریدی نے کہا اور اس کا رخ موٹل بی کی طرف نکلا۔

”مگی بات ہو گئی؟“ ”سلی بڑی بڑی۔“

حمدید بچھنے پڑلا۔ وہ موٹل میں واپس آگئے۔ اکلام ہاں میں ہلتا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین اذیت کے آثار تھے۔

”کیا ہے؟“ میں نے زہریے، لمحے میں پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں۔“ فریدی کا جواب تھا۔ ”میں نے اس وقت اس طرف جانا مناسب نہیں سمجھا۔“

بچھوڑا اور وہ ان دونوں کو متین چھوڑ کر اس کمرے میں آگئے جہاں کی دیوار کا ہی ٹکڑی تھی۔ فریدی پرترے کے قریب گھڑا تھا۔

”کیا پرتر کی شکنیں گئیں رہے ہیں؟“ حمید نے خنک بچھا میں پوچھا۔

”جی نہیں۔“ فریدی نے کمبل اٹھایا اور اسے ایک طرف جھٹک دیا۔ چربی فرش پر کسی وزنی چیز نے گر کر آواز پیدا کی۔

یہ چھوڑے نہیں کا ایک پرس متعما۔ حمید جہاں تھا دہیں کھڑا اُسے دیکھتا ہے۔ فریدی اُسے اسے اٹھانے کے لیے چھکا ہی بقا کر لیتے ہیں میں داخل ہوئی۔ فریدی پرس اٹھا کر اس کی طرف مھڑا اور سلی کے ہاتھ میں اعشاریہ دوپاچ کار لیا اور دیکھ کر مسکراتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ پر اٹھا دیے۔

”پرس نہیں پر ڈال دو۔“ وہ سانپ کی طرح چھپھکا ری لیکن دوسرے ہی لمحے میں پرس بڑی قوت سے اس کے مذہ پر پڑا۔ وہ لگھڑا اُور فریدی نے جھپٹ کر پسٹول اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

دوسرے ہجھکے میں وہ سہری پر جا گئی تھی پھر فریدی نے بڑے پیٹکوں، لمحے میں حمید سے کہا۔ ”دروازہ بند کر کے چھپ چڑھا دوا اور کئی ہٹھوں دیوار کے قریب گھہرہ۔ اگر کوئی ادھر سے اندر آئے کی کوشش کرے تو یہ دریغ گولی مار دینا۔“

ہلکی کسی سہیے ہوئے پرندے کی طرح فریدی کی طرف دیکھ جا رہی تھی۔ جب حمید دروازے کی چھپتی چڑھا کر مڑا تو فریدی پرلا۔

”وہ پرس بھے اٹھا دو۔“

حمدید نے چپ چاپ تعیل کی اور کٹی ہوئی دیوار کے قریب جا گھہرہ۔ دیوار اس کے ہاتھ میں نکھرا۔ دفتا۔ اسی نے اپنادیاں

کی نہیں سے قبل ہی کسی طرح اس کے پنجے سے نکل جھاگا۔ جس کا
نتیجہ ہوا کہ اس کا شور دو قسم کی ہوں میں تقسیم ہو گردہ گیا ہے
کبھی وہ واحد کی حیثیت میں آ جاتا ہے اور کبھی اس حیثیت میں
جس میں کسی نئے اُسے مکمل طور پر تبدیل کر دینا چاہا تھا۔ تیکم گڑھ
سے وہ میرے پاس ایک کیسی بھی حیثیت سے روانہ کیا گیا تھا
لیکن اُسے بھی بتایا گیا تھا کہ اس کا تباہ کیا جا رہا ہے۔ میں نے
پچھلے دن اُسے اپنے ساختہ کو راچھی طرح اس کا جائزہ لیا اور اس
بیچھے پہنچا۔ وہاں اس کی بیٹی ہرگز ذہنی کیفیت کا وقفہ طولی
ہوتا تھا لیکن اس علاقے میں داخل ہوتے ہی ذہنی تبدیلیوں کا وقفہ
بہت کم ہو گیا تھا۔ یہ علمت اُمیدا فراہمی۔ میں نے جیپ غراب
ہونے کا بہانہ کر کے تم دونوں کو موٹیل سے مددانے کے لیے
پہلی روانہ کیا۔ اس کا مقصد بھی تھا کہ شاید وہ ان علد جلد برقی
ہنوئی ذہنی حالتوں کے تحت اس مقام کی طرف ہماری رہنمائی کر
سکے جہاں اس کے ساختہ پیش آیا تھا۔ تم دونوں چلتے
رہے اور میں تھارا تعاقب کرتا رہا لیکن جب وہ ڈھلان میں
اڑتا تو مجھے تشریش ہوئی کہ میں دونوں ہی کسی گز سے میں نہ جاگو۔
لہذا وہ اسیم بدنی پڑی۔ اُسے روکنا پڑا۔

فریڈی فاموش ہو کر نیسا سکار شکرانے لگا۔
”میں اپنی ساری بھجنالاہیں واپس لیتا ہوں جناب عالیٰ“
حیدر نے پچھلے دیر فاموش رہنے کے بعد بڑے ادب سے کہا۔
فریڈی دلپوار کے خلاصے باہر دیکھو رہا تھا۔ دفتار حیدر
کی طرف مڑا کر بولا۔ ”اب حالات تذہب رُخ اختیار کیا ہے؟“
حیدر سوایہ نظاوں سے اُسے دیکھتا رہا۔ فریڈی نے سکار
کا کش لیتے لیتے ڈک کر کہا۔ ”اس بتر پر پاٹے جانے والے پس
میں زیر ولیندگی علمت موجود ہے۔ وہ نشان جس کے ذریعے
اس تنیزم کے لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں“
”خداعاً غارت کرے یا حیدر پیر ہمچ بولا۔“

”کی مطلب؟“
”ٹائیں ٹائیں فرش ہو کر رہ جانے والے کبسوں سے مجھے
کوئی دلچسپی نہیں۔“

”ہو نہم۔“
”کچھ لوگ چاند کی فجر سے آئے اور ہم ابھی تک زیر ولیندہ
ہی کا تپانہ لگا سکے۔“
فریڈی کچھ نہ بولا۔
”لیکن واحد وہ بے ہوش کیسے ہوا تھا؟“

”میری نفیسات۔“ وہ اس کی انکھوں جیں بھیتی ہوئی مکاری
”اس حادثے کے باوجود تمہرے مسلمان نظر آرہی ہے۔“
”ہرگز نہیں۔ پھر کیا باتیں کریں؟“
”خدا کی پناہ۔ کیا ذہنی کی ہر قوم کی عورت باتوں کی اتنی دلادہ
ہوتی ہے؟“
”اچھی بات ہے اب کچھ نہیں بولوں گی۔“
”عورت کی زبان سے یہ جملہ بھی ایسا ہی لگتا ہے جیسے
لبقی مصنفوں فلاں صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔“
”بسی نہیں پڑی۔“
”بہت دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو۔“
”صرف دلچسپ آدمی نہیں۔“
”میں نہیں بھی؟“
”عورت صرف دلچسپی چاہتی ہے۔ دلچسپی ختم اور آدمی
بودست کا پتارہ۔“
”بہت جلد ہوئے ہو۔“
حیدر خندی سانس سے کرہ گیا۔ اتنے میں قدموں کی
چاپ سُنانی دی اور فریڈی اندر آیا۔
”تم اکرام کی نگہداشت کے لیے اپنے کمروں میں جا سکتی
ہو۔“ اس نے سلی سے کہا۔
”شش۔ شکریہ۔“ اسلی احتیہ ہوئی بولی اور دلچسپ چاپ
کرے سنے لکل کی۔
”اکونی یا نفتہ نہ تھا دے۔“ حیدر آہستہ سے بولا۔
”میں تھیں اس کے سر پر مسلط ہرنے کی اجازت نہیں
دے سکتا۔“ فریڈی نے تاخوٹکوار بچھے میں کہا۔
حیدر نے بڑا سامنہ بنکر شانوں کو چنبلش دی۔
”وہ دراصل کہیں گیہرنا چاہتے ہیں۔“ فریڈی نے پچھلے
بعد کہا۔
”اگر یہ گھیرا دلسلی ہی میںی عورتوں کے ذریعے عمل میں لایا
جائے تو ایکس کافی فاملہ پہنچ سکتا ہے۔“
”دنقول باتیں نہ کرو۔ سُن۔“
حیدر پوری طرح متوجہ ہو گیا۔ فریڈی نے مجھے ہوئے سکار
کو دلپوار کے خلاصے باہر پھیلتے ہوئے کہا۔ ”واجہنا مکمل برین
واشنگٹن کا کیس ہے۔“
”کیا مطلب؟“ حیدر چونک پڑا۔
”مکسی نے اس کی برین واشنگٹن کرنی چاہی تھی لیکن وہ اس

گاڑی بھی سے گئے۔“
”بیزیر شادی شدہ ذمہ داری اسی ہی ہر حق ہے۔“
”تحاری شادی نہیں ہجومی؟“
”بیوی کی زبان سے اپنے یہ نفاذ سو زہبیں من سکتیں کن
ابھی تم نے مجھے بلا سورہ کہا تھا سن کہ غاصی لذت محسوس کی تھی۔“
”کیا بات بھی؟“
”یہ بات تھاری بھی نہیں آسکتی۔ بیوی ہر دچاہتی ہے۔
اور محبوب۔ مردک۔“
”پتا نہیں لاطینی بول رہے ہی ریا اب انگریزی بھی میری بھی
میں نہیں آتی۔“
”اچھا توصاف صاف سن۔ مجھے بد تیز مورتیں پسند ہیں۔“
بیوی مجھے دن رات گالیاں نہیں دے سکتی۔“
”بڑی عجیب بات ہے۔“
”بالکل عجیب بات نہیں ہے۔ بچپن میں ماں کی زبان سے
ہر وقت کا یاں سنتا تھا۔ لہذا مراج جن گیا ہے۔ اب جو کالیوں سے
بات ڈکرے عورت ہی نہیں لگتی۔“
”نفیاتی کیس ہے۔“
”نشیاقی۔“ حیدر دفاتر پیس کر غرما۔
”کیوں؟“ اس میں خفاہونے کی کیا بات ہے؟“
”سطح سمندر سے اتنی بلندی پر بھی اس نخوس لفظ سے بیچھا
نہ چھوٹا۔ صحیح ناشتے میں نفیسات، دوپھر کے کھانے میں نفیسات،
رات کے کھانے میں نفیسات، اونچھنے میں نفیسات، پھینکنے
میں نفیسات۔“
”اوہ تو کوہ تھارے ملک میں اس مصنفوں سے بہت زیادہ
دلچسپی لی جا رہی ہے۔“
”اس انوں سے کہ کوئی کے پیشے تک تیں گھسی ہوئی
ہے۔ کوئی کوئی قریب تھے کھودتے سوچ میں تم ہو جاتا ہے کہ آخر
عورتوں نے اس پیشے کو کیوں نہیں اپنایا۔ کچھیں نہیں آتا تو قبر
او حصہ چھوڑ کر یونیورسٹی کی راہ یتھا ہے۔“
”یونیورسٹی۔“
”ماں یونیورسٹی۔ اور ماں سے فرانس فرانڈ کا نغمہ لگاتا ہے
وابس آتا ہے اور پہلے سے بھی زیادہ تندی سے کہ کوئی ہیں مفراد
ہو جاتا ہے۔“
”بڑی عجیب بات ہے۔“
”اب آڑاپنی نفیسات کی طرف۔“

”یہاں قیام کرنے والے ان لڑکوں کے بارے میں
معلومات فراہم کرنا جو ریکم بالائی طرف جانا چاہتے ہوں۔“
”کس قسم کی معلومات؟“
”کون ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں۔ تو میت علی پیش و فیروز۔“
”اس کے لیے تھیں ان سے کافی گھلبل جانا پڑتا ہو گا۔“
”بُرک۔ یقیناً۔“
”ہم ہی پہلے مسافر ہیں جن کے لیے خود تھیں اطلاع
دی گئی تھی۔ کیوں؟“
”ہاں۔ لیکن زام صرف واحد کا لیا گیا تھا۔ تھارے نام
نہیں بتائے کہتے تھے۔“
”ہمارے متعلق کیا بدایت ملی تھی؟“
”یہی کہ ہر ممکن آرام و آسانی کا خیال رکھا جائے۔“
”اور کچھ؟“
”اوہ یہ کہ تھاری ملکیتے کے لئے تھے۔“
”اوہ یہ کہ تھاری ملکیتے کے لئے تھے۔“
”میں کیا کروں؟“ وہ اپنے بال فوچنے لگی۔
”سب کچھ کرو لیکن اس کا مشورہ میں ہرگز نہ دُوں گا۔
تھارے بال بہت خوبصورت ہیں۔“
”میرا مذاق نہ ٹڑاؤ۔ وہ روہانی ہو کر بولی۔“
”کھانا کیسا پکاتی ہے۔ اب مجھے بھوک ملک رہی ہے۔“
”سیرا دل پاہتے ہے کہ خود کشی کر رہوں۔“
”اتنی ذرا سی بات پر۔“ حیدر نے تھیڑا۔ باجھے میں کہا۔
”اب میں اکرام کا سامنا کیسے کر سکوں گی؟“
”ست کرو۔ ہوش میں آنے سے سپلے ہی بھی ہوئی کا دوسرا
ڈوز دے دینا۔ وہ تھیں بہت چاہتے ہے۔ چاہئے والوں کو
جب تک چاہو بے ہوش رکو سکتی ہو۔“
”ٹھنڈے کر جو چھوڑتے۔“
”ٹھنڈے نہیں۔ یہ تیک کافی تھی حقیقت ہے۔“
”و تم مجھے بہت سورہ معلوم ہرتے ہو۔“ دفعتہ دو اٹھلانی۔
”اسی لیے تو میرا چیع تھیں میرے پر درگ کر گیا ہے۔“
”تھیں اس کی بھی نفر نہیں کہ وہ لوگ تھیں رہا سامان اور

"جب تم موٹیل میں داخل ہوئے تھے تو وہ بالکل ناصل تھا
اپنے اور خود اس کی بیوی کے متعلق لفظ کرتے کرتے اچانک
بچہ دوسرا بار اس کے ذہن کو کسی خوابناک ماحدی کی طرف بہا
لے گئی تھی اور اس نے بالکل ایسے ہی انداز میں گرد و پیش کا جائزہ
لیا تھا جیسے اسے بچہ یاد آ رہا ہو۔ بہر حال اسی دوران میں میں
نہیں بھی محسوس کیا جیسے وہ ایک فاس سمت جاتا چاہتا ہو۔۔۔
جب پ دوبارہ سڑک پر رہے گیا اور اس کی مرثی کے سطاق چلتا
رہا۔ ایک جائیدا درسے چینا اور بے ہوش ہو گیا۔ بچہ دیر
اے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ بچہ جیبور "والپی گھری
تھی" وہ خاموش ہو کر بچہ سوچنے لگا اب حمید کو ایسا محسوس ہو رہا
تھا جیسے کسی لمحے بھی موت سے ملا جائے سکتا ہے۔

"کیا یہ فرزدی ہے کہ واحد کی بین داشنگ کی گئی ہوئی؟
اس نے بچہ دیر بعد سوال کیا۔
"اس امکنات کے بعد تم اس سوال پر حق بجا بہ ہو۔
وہ لوگ بچہ اچھوں کو فریضہ لینے کی استعداد رکھتے ہیں۔
بے چارہ واحد کس شمار و قطار میں ہے۔ بہر حال اب تھیں اس
سے بحث نہ ہونی چاہیے کہ واحد کی چیزیت ہے؟ اگر وہ ان کے
باخنوں بچ کیا ہے تو بھی کیا فرق پڑ سکتا ہے؟"
حمد پاپ میں تباکو بھرنے لگا تھا۔ فریضی کچہ دیر خاموش
رہ کر بولا۔ "تم نے بھلے سے کیا معلومات حاصل کیں؟"
حمدی نے وہ لفظ کو دھڑانی جوان کے درمیان ہوئی تھی۔
غیر فرزدی حصوں کو حذف کرنا گیا تھا۔

"ہوں" فریضی نے طویل سانس لی اور حمید سوال یہ نظر
سے اس کی طرف دھینے لگا۔
"اس بارہ بیکم بالا کے مندر" وہ ہمکہ ادھورا بچہ درج کیا
ہوا سکارا سلسلگانے لگا۔
"لیکن اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"
"استقرار اور اس کے علاوه اور کچھ کیا سکتے ہیں؟ جبکہ
وہ لے گئے۔ اکرام کی گاڑی بھی گئی۔
"لیکن یہاں تو ہم آسانی مار لیے جائیں گے" حمید نے
کہا ہوئی دیوار کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نکر کرو" فریضی اس کی ناخنوں میں دیکھتا ہوا اسکرایا۔
"فلکر شکریں؟" حمید آنکھیں نکال کر بولا۔ "مجوز سے اپ
کے ساتھ ہوتے ہیں میہرے ساتھ نہیں" اسی کے ساتھ لگے ہوئے

"جب کوئی لڑکی مجھ میں دلچسپی لینے لگتی ہے تو میں خود کو اپ
سے ایک ہزار میل کے قابلے پر محسوس کرتا ہوں" ۔

"بس تو مطمئن رہو کہ تھاری موت کسی لڑکی ہی کے ہاتھوں
واقع ہوگی۔ اس کے علاوہ تم ایک منت کیے جی بھی نہیں مرضیتے"

اچانک قدموں کی چاپ مٹانی دی اور وہ دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔ کمرے میں داخل ہونے والی سہلی تھی۔ اس کے

چہرے پر بھائیں اور بڑی تھیں۔

"مم۔ میں دشواری میں پڑ گئی ہوں" وہ ہانپی ہوئی بولی۔

"دیکھیں دشواری؟" فریضی نے زم بچے میں پڑ چھا۔

"تین پڑست آگئے ہیں۔ یہ ریگم بالا فائیں گے۔ بھے
ان کے متعلق اطلاع دینی ہوگی۔ گھری آپ کے پاس ہے"

"اس میں دشواری کی کیا بات ہے؟"

"دیکھا آپ بھے اس کی اجازت دیں گے؟"

"صرف اسی حد تک کہ تم اخیں تو سٹول کی آمد سے
مطلع کر دو لیکن محظی وہ تینوں کہاں ہیں؟"

"ہاں میں" ۔

"قصدیق کراؤ" فریضی نے حمید کی طرف دیکھ کر کہا۔
حمدیکرے سے نکل کر بال میں آیا۔ یہاں ایک میز کے

گرد و بچکشاور ایک سفید قام لڑائی لفظ کوئی صورت نہیں۔ ان
میں سے ایک نے حمید کی طرف دیکھا اور اونچی آواز میں بولا۔

"بھائی ہمیں وہ گرم مردوں کب ملے گا۔ ہم سردی سے بچ ہوتے
چارے ہیں" ۔

"ابھی جناب۔ جلد ہی" حمید نے کہا اور بھر اُن کے ساتھ

وہ دونوں بیکن میں آئے اور بسلی نہ کہا۔ "میں نئج تک
کسی مذہبی زائر کے ساتھ کوئی سفید قام لڑائی نہیں دیکھی" ۔

"وقت مناچع نہ رہی ہے اپنا" حمید نے بچہ پروانی سے کہا۔

"وہ دونوں برمکے باشندہ معلوم ہوتے ہیں" ۔

"لڑائی کے ماحصلے میں جزا فیاضی حمدو دکوئی معنی نہیں دیکھیں۔
... مثال کے طور پر بچے امریکن مردوں سے سخت نفرت ہے۔
لیکن امریکن لڑکیوں کے لیے اپنے دل میں بڑی بکھم پاتا ہوں" ۔

"تم ایک کیا بقیر کے سورہ ہو" ۔

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ کیا اکلام میری نسل سے تعلق نہیں رکھتا؟"

"اکلام سبھت اچھا آدمی ہے" ۔

"انتاموٹا ہے کہ اچھائی کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں" ۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو؟" بسلی چھٹائی۔

"لیکن اپنے کھانگ" ۔

گھری سے آوازانی۔ بیلو۔ بسلی۔

26

رسیل کچھ نہ بعل اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار رکھتے حمید
نے کافی کی طرف سے صحتاً کر بال کا رخ کیا۔ میز پر ٹرپے رکھتے وقت اس
نے کنکھیوں سے لڑکی کی طرف دیکھا۔

"کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے" ایک بچکشو نے پوچھا۔

"کوشت کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے" ۔

"جلد ہی کیا کروں؟" حمید نے کہا اور بچکشو کی طرف چل پڑا۔

رسیل استوپ پانی رکھ رہی تھی۔

"وہ آلو مانگ رہے ہیں؟" حمید نے کہا۔

"ہمارے پاس کوشت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے" ۔

"بچھو بچکشو کوشت نہیں کھاتے" ۔

"بھریں کیا کروں؟" تھامی دیکھ کر دیا۔

حمدیکرے کے علاوہ رات کو قیام کریں گے۔

"یکن کھانے کے لیے ہمارے پاس کوشت کے علاوہ
اور کچھ نہیں ہے" حمید نے کہا۔

"بچھے ہوئے اناج پر بھی لڑکا اکر سکتے ہیں" جو ہمارے
پاس دافر مقدار میں موجود ہے" ایک بچکشو بولا۔ "لیکن ہم الگ
الگ کروں میں قیام کریں گے" ۔

"آپ بچھے ہوئے اناج پر بھی لڑکا رکھیں گے۔ لیکن یہ
حمدیکری کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گی۔

"میں سکون کی تلاش میں نکل چکا" لڑکی کی مترنم آواز
حمدیکے کافنوں میں رس گھوٹنے لگی۔ "اور یہ اس وقت تک

نا ممکن ہے جب تک نفس کی غلامی کی جائے۔ میں بھوکی بھی
رہ سکتی ہوں" ۔

"نہہ دل سے خوش آمدید محترم" حمید بھاک کر برے سے
اڈب سے بولا۔

چھروہ کافی پینے لگے تھے اور حمید مزدبانہ دہی کھڑا
رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بسلی نے کاڑنے پر اگر اسے اپنی طرف متوجه

کیا اور حمید کو یاد آیا کہ مخنوں نے تین الگ الگ کروں کی
فرائش کی تھی۔ اس نے یہ بات بسلی کو تھانی۔

"دیوار کٹنے کی وجہ سے ایک کرا تو بے کار ہو گئی" بسلی۔

کچھ سوتھی ہوئی طرباطی۔ "دو کمرے تھارے سے پاس ہیں۔ ہاں۔

اچھاں سے کہہ دو کہ مخفیں صرف دو کمرے مل سکیں گے" ۔

"اوہ۔ مخفیں کیوں تکلیف پہنچے۔ میں اور میرا چیز

فرینہ سوچ گئی اس کے بولا۔ "شکریہ بسلی" ۔

"میں پوری طرح تعاون کر رہی ہوں" جناب۔ آپ کو

بھی سیرا خیال رکھنا پڑے گا" ۔

"تم بے قدر ہو" فریضی نے کہا۔

رسیل واپس بانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ حمید بولا۔ "میرہ وہ

بھر سے پورا ہے" بچکشو نے کہا۔

"پورا ہے" بچکشو نے کہا۔

"تم کہہ دیکھ کر مل گئی" بچکشو نے کہا۔

"تم کیا واقعی؟" حمید کی بچکشوں کی حل کیا۔

"ایسی بچکشوں کی حل کیا" بچکشوں کے سے انداز میں ایسا بیان

کہا گئی اور بچکشوں کے نیکی کی حل کیا۔

"کیا واقعی تم میری مدد کرو گے؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"یقیناً" وہ بے چارے کے کسی کرم مشروب کے لیے بہت

بے چین ہیں" ۔

وہ دونوں بیکن میں آئے اور بسلی نہ کہا۔ "میں نئج تک

کسی مذہبی زائر کے ساتھ کوئی سفید قام لڑائی نہیں دیکھی" ۔

"وقت مناچع نہ رہی ہے اپنا" حمید نے بچہ پروانی سے کہا۔

"وہ دونوں برمکے باشندہ معلوم ہوتے ہیں" ۔

"لڑائی کو کھو رہے لگا۔ اس کے چہرے پر بچے میں معموتیت

نظر آئی۔ وہ دھیمے، بچے میں اپنے ساتھیوں سے لفتگو کر رہی تھی۔

دونوں بچکشوں کے درمیان اس کا وجد بڑا پڑا اصرار معلوم ہوا تھا۔

حمدی نے کمرے میں واپس آکر فریضی کو رپورٹ دی۔ اور

فریضی نے گھری کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تین پڑست ریگم بالا، دو مرد۔ ایک عورت۔ تفضیل

کا انتخاب کیا جائے۔ اور" ۔

"شکریہ بسلی۔ اور کہانی" ۔

بسیلی نے تیکھے بہت کر سوچ گئی اس کا اشارہ کیا۔

چیت ایک ہی کمرے میں رہ لیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔

”جیسی تھماری ہر صنی۔

”اگر تم مرد ہوتیں تو اس لڑکی کے متعلق تمہارے کیا جذبات ہوتے ہیں؟“

”میں اگر تم مرد ہوتی تو سب سے پہلے تمھیں کوئی مار دتی جپھراں لڑکی کے متعلق سوچی۔ ویسے وہ کوئی بہت نیک لڑکی معلوم ہوتی ہے۔ انھیں دل کی کھڑکیاں ہوتی ہیں نا۔ کتنی محسوسیت اور پاکیوں ہے جہر سے پری۔“

”مئز کامزہ بگاڑ دیا تم نے یا حمید بن اکرم نہ لولا۔ اتنے میں اسے فریبی صدر دروازے کی طرف جاتا دھانی دیا۔ وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ لیکن تینوں نوار دھنک کر اسے دیکھنے لئے تھے۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔“

”تمہارے چیف کواس طرح تہبا باہر نہ جانا چاہیے؟“

”سلی آہتہ سے بولی۔“

”درہزار انکھوں سے دیکھتا ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔“

”برجا عجیب آدمی ہے۔ جب نرم بھی میں گفتگو کرتا ہے تو جیسا چاہتا ہے کہ اس کے قدموں پر جان دے دو اور جب

تیر بدلتا ہے تو روح لرزتے لگتی ہے۔“

”حیدر ٹھنڈی سانس سے کر جھٹت کی طرف دیکھنے لگا۔“

”وہ آرہا ہے ہے۔“ سلی آہتہ سے بولی اور حمید نے مرٹکر دیکھی۔ ایک بھکشو شاھد کا ذریعہ طرف آرہا تھا قریب پہنچ کر اس نے کہا۔ ”ہماری گاڑی میں کچھ سامان ہے۔“

”صلیے جناب۔ میں ابھا لاوں یا حمید نے جلدی سے کھا اور سلی کا ذریعہ حریت سے بخشن گیا۔“

لیکن وہ اس کی طرف توجہ دیے لیپر بھکشو کے ساتھ چل پڑا۔

تھا۔ باہر ایک تجھماقی ہوئی مرسد طاڑی کھڑا تھی۔ بھکشو نے اس کی ڈالی اٹھائی اور حمید کو ان دو سوت ٹکیسوں کو مٹھا نے کا اشارہ کیا جو اس کے اندر رکھے ہوئے تھے۔“

”کیا گاڑی بھیں گھلے میں بھڑی کرنی پڑے گی؟“ اس نے اس وقت پوچھا جب حمید سوت کیسیں کوڈکی سے نکال رہا تھا۔

”نہیں۔ تمہاری ہی طرح ایک سافر۔ مالک اچانک بیمار پڑا ہے۔ اس نے اس کی بیوی کا باخوبی بشارا ہمتوں نا۔“

”دوسروں کے کام آناسب سے بڑی نیکی ہے۔“

”لیکن کبھی کوئی میرے کام نہ آیا۔“

”حجبت تمہاری پیشانی پر تحریر ہے۔ بہتوں نے تمہارے کام آنا چاہا لیکن تم نے ان کی پرواہ نکلی۔“

”سلی کا ذریعہ پر دھانی دی۔ دونوں ٹورست اپنی جگہوں پر موجود تھے۔ حمید نے سوت کیس ان کے قریب رکھ دیے اور مُرد کیسیں۔ دوسرے بھکشو شاید باہر ہی رہ گیا تھا۔“

”اور کوئی خدمت جناب ہمیشہ آہتہ سے بولنا۔“

”لڑکی سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ سفید فام تھی لیکن اس کی انکھوں میں مشرق کے گہرے سے سائے تھے۔ پڑا ساری ڈپسیاں اپنی ہاتھ میں تلاش کرنے کی عادت ڈالو۔ تھیں کسی ذر سرے سے کوئی مشکلہ نہ مل سکے گا۔“

”دفعتاً میں تے کا ذریعہ سے ہانک لٹکانی دیکھیں۔“ اور لڑکی چونکہ کراس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

”میں ابھی آپا یا حمید کہہ کر اسکا ذریعہ کا ذریعہ پہ آیا۔“

”سلی آہتہ سے بولی۔“ مجھے یاد آگیک میں نے اس لڑکی کو ہیلے کہاں دیکھا تھا؟“

”حیدر اسے ٹھٹھے دانی نظروں سے دیکھتا ہا۔“

”یہ لڑکی اس قافلے میں شامل تھی جو وادی کے ساتھ آیا تھا۔“

”اوہ۔ وہی تو نہیں جس سے واحد نے بے شکی بکواس کی تھی وہ بہوش ہو گیا تھا۔“

”سکنداہوں کے ساحل کی طرف اٹکھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ ہر دن سے تھار رای جبل دلچسپ رہا ہو۔“

”اکیلیں اور کافی میش کروں؟“

”بیات نہ اڑاؤ۔ مجھے تم سے سہر دیتی ہے۔ کیونکہ میں انہا ہوں اور دونوں کہاں گئے؟“

”اپ کو مجھ سے سہر دیتی ہوئی چاہیے۔ لیکن سچھا میں دیتی ہے۔“

”بڑی سچی بات کہی تم نے۔ پھر سنجھل کیوں نہیں جلتے؟“

”لذتِ لذت۔ خواہ بعد میں گردن ہی کیوں نہ کٹ جائے؟“

”بھکشو کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اُسے اس گفتگو سے کوئی سروکاری نہ ہو۔ دفعتاً وہ اٹکھا اور کچھ کہے بغیر صدر دروازے کی طرف بڑھا چلا گی۔ لڑکی پرستو بیٹھی رہی۔ نہ جانے کیوں حمید کے ذہن پر اُداسی کے بادل منڈلاتے لگتے تھے۔“

”بیٹھ جاؤ۔“ لڑکی نے کچھ دیر یعنی کہا۔

”اشکریہ۔“ وہ چونکہ کربلا اور غیر رادی طور پر اسی کو رُسی

پر بیچھے گیا جس سے بھکشو اٹھا تھا۔“

”کیا تم اس جگہ کے مالک ہو؟“ لڑکی نے سوال کیا۔

”نہیں۔ تمہاری ہی طرح ایک سافر۔ مالک اچانک

بیمار پڑا ہے۔ اس نے اس کی بیوی کا باخوبی بشارا ہمتوں نا۔“

”دوسروں کے کام آناسب سے بڑی نیکی ہے۔“

”لیکن کبھی کوئی میرے کام نہ آیا۔“

”حجبت تمہاری پیشانی پر تحریر ہے۔ بہتوں نے تمہارے

کام آنا چاہا لیکن تم نے ان کی پرواہ نکلی۔“

”سلی کا ذریعہ پر دھانی دی۔ دونوں ٹورست اپنی جگہوں

پر موجود تھے۔ حمید نے سوت کیس ان کے قریب رکھ دیے اور

مُرد کیسیں۔ دوسرے بھکشو شاید باہر ہی رہ گیا تھا۔“

”خانقہ۔ لاشتریک۔ اور مالک یوم الدین۔“

”کہا یہ تھوڑے تھیں مطمئن کرتا ہے۔“

”میں نے آج تک اس پر غور کی نہیں کیا۔“

”د سکون چاہتے ہیں تو غدر غور کر دتا۔“

”مجھے کبھی سکون کی خواہش نہیں ہوتی۔“

”جھوٹ تھماری پیشانی پر تحریر ہے۔“

”اور تم ایک گراموفون دیکھا دی جس رہی ہے۔“

”غصہ اگیا؟“ وہ اس کی انکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرا۔

”نہیں قطعی نہیں۔“ حمید جواب مسکرا۔

”جس جگہ پر غصہ آیا تھا وہی پھر دہرانا پڑے گا۔“

”چھوڑو۔ اس ذکر کو۔ کیا یہ دونوں بھکشو بیزی ہیں؟“

”ہا۔“

”ان کلوٹوں کے ساتھ تم کچھ اچھی نہیں لگتیں۔“

”یہ میرے اُستاد ہیں۔ ان سے میں مدد ازم کا درس

لے رہوں۔“

”ریگم بلاکیوں جاہر ہی ہو؟“

”وہاں کے بُجھومندروں کی زیارت کے لیے۔ قدم تھریز

میں پتھر دیتے تراشی ہوئی بُجھومندروں کو حفظ کرتے۔“

”اس سے تھیں کیا فائدہ ہوگا کا؟“

”بے چین آدمی مجھے سکون کی تلاش ہے۔“

”دوسرے ناظروں میں تم کبھی بے چین ہو۔“

”یہ بھجہوں لیکن میری ہے۔ چینی کا حاصل سکون کی سہوگا۔“

اتھے یہ دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی اور دونوں بھکشو ہمال

سیں داخل ہو گئے۔ قریب پہنچ کر ایک بولا۔ ”ہماری گاڑی گراج

میں رکھواد دکلائی سرداری ہے۔“

”کافی،“ رہی ہے۔ اپنے لوگ ایک کپ اور تیجی

بھر گاڑی بھی رکھواد دو۔“ حمید نے کہا۔

”دو فون پتھر کرے۔“ لڑکی نے خاموشی اختیار کرنی تھی۔

اجملی کے کافی کیڑے کا ذریعہ پر رکھی اور حمید اُسے اٹھا لایا۔

کافی پسیئے کا وقفہ بھی خاموشی ہی میں اُڑ رکھتا۔ اس کے بعد حمید نے سلی کے گیاراں کی جی مانگی تھی۔

”بُجھیا رہتا ہے۔“ یہ لوگ وہ نہیں

معلوم ہوتے۔ جو ظاہر کر رہے ہیں ہیں۔“

”مشکری۔“ یہ ہوشیار ہو گیا۔

اس بارہ دروازے بھکشو حمید کے ساتھ باہر آئے۔

”تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟“

”پیاری تھمارا مقدرین جلی ہے۔ لہذا ساری ڈپسیاں

اپنی ہاتھ میں تلاش کرنے کی عادت ڈالو۔ تھیں کسی ذر سرے

سے کوئی مشکلہ نہ مل سکے گا۔“

”دفعتاً میں تے کا ذریعہ سے ہانک لٹکانی دیکھیں۔“ اور

لڑکی چونکہ کراس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

”میں ابھی آپا یا حمید کہہ کر اسکا ذریعہ کا ذریعہ پہ آیا۔“

”سلی آہتہ سے بولی۔“ مجھے یاد آگیک میں نے اس لڑکی کو

ہیلے کہاں دیکھا تھا؟“

”حیدر اسے ٹھٹھے دانی نظروں سے دیکھتا ہا۔“

”یہ لڑکی اس قافلے میں شامل تھی جو وادی جبکہ نہیں آیا تھا۔“

”اوہ۔ وہی تو نہیں جس سے واحد نے بے شکی بکواس کی تھی

وہ بہوش ہو گیا تھا۔“

”سلی آہتہ سے بولی۔“

”کیا تم مجھے اپنا نام تہبا ناپسند کروں گی؟“

”ریحا۔ اور تم؟“

”میں سادھے حمید ہوں گی۔“

”بُجھہ مت سے تعلق رکھتے ہیں؟“

”نہیں۔ سلم ہوں۔“

”بُجھہ مت کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اسلام کا جی مطالعہ

کروں گی۔“

”هزار رکوڑا“

”مذہب اسے کہاں فہدا کیا تھوڑے ہے؟“

رہا پھر بولا۔ مجھے اس سے کیا فائدہ سمجھنے کا اور اگر سمجھنے بھی لگتا تو آپ اُسے سود قرار دے کر مجھ پر حرام کر دیں گے۔“
”وہ تم شاید آتشدان لینے آئے تھے؟“ فریدی نے خشک بچے میں کہا۔

حیدر نے جھک کر آتشدان اٹھایا اور دروازے کی طرف پڑھا۔

”وہ منٹ بعد میں کوہاں بیجھ دیتا“ فریدی بولا۔
”حمدیہ کراس کی طرف ملا اور معنی فیزانہ میں منکرا کر سوال کیا۔“ اور دس منٹ تک آپ کیا کرتے رہیں گے؟“

”شٹ آپ اندھر کٹ آڈٹ“

حمدیہ آتشدان اٹھائے ہوئے دروازے سے گزر گیا۔
سامنے سے بسلی آتی دکھادی۔ اس کا چہرہ فتنہ ہوا تھا۔
”وہ کھڑو۔ ابھی نہیں۔ دس منٹ بعد“ حیدر نے کہا۔
”کیا مطلب؟“ وہ روک گئی۔

”واپس چلو۔“ حیدیہ دس منٹ بعد میرے چیف سے اسی کمرے میں بیل لینا۔“
”مخفیں کیا ہجھا ہے۔ ایک زخمی ہے اور دوسرا بے ہوش۔“

”سلیک پاتی ہجھی آواز میں بولی۔“ یہ ادمی ہے۔
”جب تم جانتی ہو کہ ایک زخمی ہے اور دوسرا بے ہوش تو مجھ کیوں پوچھتی ہو کہ کیا ہوا؟ پتھر ہو۔“

وہ ہال میں آئے حیدر نے بے ہوش ادمی کے قریب آتشدان رکھ دیا۔ سچا ایک سوت کیس کھوئے سمجھی تھی۔ اس نے انہاں کا یہ عالم تھا جیسے دوسروں کی سرحدی فرماؤں کرنے تھی۔
”سلیک کیا ہجھا ہے۔“ حیدر نے دویارہ ریواور اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اسی دوسرے مجھکشو نے دویارہ ریواور اٹھانے کی تھی۔
”سلیک اور حیدر دوسرے کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرتے ہیں۔“ دفتار سرخان کی طرف ہوئی۔ ”اپنیں ان کے کروں تھے۔“

حیدر نے سلیک سے کہا۔ ”تم جا کر تین کمرے ٹھیک کر دو۔“
”جب وہ جانے لگی تو اس سے بول۔“ دس منٹ بعد چیف سے ملنے والوں کو بھجوئیں۔

ریما نے سلیک کی واپسی سے پہلے ہی زخمی کی ڈرینگ کر دی تھی اور اب پے ہوش جھکشو کے قریب آبیمی تھی۔
”اکڑوں پیٹھنے سے معدہ قراب ہو جاتا ہے۔“ کروی لے لو۔“ حیدر نے اس سے کہا۔

”تم نے اس نیک ادمی کے مناقب زیادتی کی ہے۔“ وہ

”اڑکرہ گئی۔ قدم روک گئے اور اس نے مڑکر حیدر کی طرف دیکھا۔

”خطناک“ حیدر نے دارتنگ دی۔
”ریما پھر آگے نہیں بڑھی تھی۔ اس کے چہرے پر اٹھنے کے آثار تھے پھروہ زخمی سا تھی کی طرف پڑت گئی اولاد کا باہم

پکڑ کر عمارت کی طرف چلنے کو کہا۔
”پپ۔ پہلے وہ“ زخمی جھکشو حیدر کی گرفت میں آئے ہوئے سا تھی کی طرف ہاتھ اٹھا کرہ گیا تھا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سب کیا ہو رہا ہے؟“ ریما بولی۔
”حیدر اپنے حریقت کا چہرہ برف پر رکھے جا رہا تھا۔

دققتاً اس نے پا ٹکلوں کی طرح چھٹا شروع کر دیا۔“ پھر دو۔
”چھوڑ دو۔“ حدا کے لیے چھوڑ دو۔ ورنہ میرا چہرہ منجھے ہو جائے گا۔“

چھر اس کے صلقوں سے بے معنی آواز لٹکنے لگی تھی۔ اس کے بعد سرناٹا چھا اگیا۔ حیدر نے اسے چھوڑا۔“ لختے ہوئے ریما کو

نمایا کیا۔“ یہ دونوں فرادریں۔ تم جیسی معصوم اڑاکیوں کو ان سے دور رہنا چاہیے۔ سرخیاں ہے کہ انھیں میرے مقتنق

کوئی غلط فہمی ہجھی تھی۔“

”کچھ بھی ہو۔“ ریما امنیت پانہ نداز میں بولی۔ یہ ادمی ہے۔
اسے اس طرح برف پر ڈپا رہنے دو۔“ اٹھا کر اندرے چلو۔

”سمجنے کی کوشش کروں گی۔“ سب کچھ کیا ہے؟“

”تمہری ہوتو۔ یہ بھی سبی۔ میں تھیں ان کے چکل سے چھڑا نے کی کوشش کروں گا۔“ حیدر نے کہا اور جھک کر ہوئے ہوئے کوئی جھکشو کو ہاتھوں پر اٹھایا۔

دوسرے مجھکشو نے دویارہ ریواور اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ چپ چاپ ان کے پیچے چلتے رہا تھا۔ وہ ہال میں داخل ہوئے۔ سلیک کا ڈنٹریم موجود نہیں تھی۔ حیدر نے مجھکشو کو فرش پر ڈال دیا اور ان سے کہا کہ وہ وہیں ٹھہریں اور خود رہا تھی۔

کروں کی طرف چل ڈپا۔ دراصل وہ واحدوائے کرسے سے آتشدان لیئے جا رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے کرسے سے قدم روکا۔ کی ہمیں دیوار کے راستے فریدی بھی اندر داخل ہو گا۔

”بہت اچھے جا رہے ہو۔“ اس نے اس کا شانہ تھک کر کہا۔ ”لڑاکی پر سی ٹاہر کرتے رہو کہ تم اسے ان لوگوں کے چال میں چھنسی ہجھی ایک معصوم ہستی سمجھتے ہو۔“

”یہ جھوٹ ہے۔ سفید جھوٹ“ زخمی جھکشو کرایا۔

”وہ دیکھو یا میں جانی پاس کاریو اور پڑا ہوں ہے۔“ اسی جھوٹ سے کڑھے میں جو برف پر نظر آ رہا ہے۔“

”وہ اس طرف بڑھی ہی تھی کہ اس کے قدموں کے قریب

کھڑا داہنے ہاتھ سے بھتی ہجھی خون کی دھار کر دکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”اگر تم نے ریواور اٹھانے کی کوشش کی تو ہمیشہ کے لیے خاموش ہو یا تو گے“ حیدر نے اس سے متینہ کیا۔

”وہ دم بخود کھڑا رہا۔“ ادھر حیدر اپنے شکار کی گردن پر سارا

زور صرف کیے دے رہا تھا۔ اس کا چہرہ برف میں دفن ہو کرہے گیا تھا۔“ دفتار میں ریما کی مترجم اور پر سکون آواز میں۔“ یہ کیا ہو رہا ہے؟“

”سکون کی تلاش جاری ہے؟“ مید غرستا۔“ تم بھل اپنے اس تزوڑ کا حشر دیکھ لو۔“ اگر تم نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو تمہارا بھی بھی حشر ہو گا۔ آج سکان سے پے آواز گویاں برس رہی ہیں۔“

”اوہ۔ یہ خون۔“ وہ دوسرے مجھکشو کی طرف چھپتی۔“

”مجھکشو چھنے لگا۔“ یہ لوگ لیٹرے ہیں۔ بہاں سے نکل چلو۔ جتنی جلدی ملکن ہر۔ مجھ پر پے آواز فاڑ ہو گا۔“

”لکھر سے۔ لکھر سے۔“ ریما کے بھی کاسکون غائب ہو چکا تھا۔

”پتا نہیں۔“ وہ بھرائی ہجھی آواز میں بولنا اور پچھارا دو۔“

”چلو۔ اندر چلو۔ میں ڈرینگ کروں گی۔ کیا گولی اندر رہ گی ہے؟“

”نہیں۔ کھال پھاڑتی ہجھی اور پے سے لزرا گی ہے۔“

”چلو۔ چلو۔“ ”نہیں۔“ حیدر پھر دھڑا۔“ اب بہاں سے کوئی بھی نہیں ہے۔“

”دکھام بخیر ہو گا۔“ ”لکھر لیٹرے ہے؟“ وہ اس کی طرف ہڑا۔

”میں نے آج تک کسی مجھکشو کے پاس ریواور نہیں دیکھا۔“ حیدر بولنا۔

”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”ان دونوں نے مجھ پر حمل کیا تھا۔“

”وہ دیکھو یا میں جانی پاس کاریو اور پڑا ہوں ہے۔“ اسی جھوٹ سے کڑھے میں جو برف پر نظر آ رہا ہے۔“

”حیدر فریدی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ آخر دہ کہاں چلائیا۔“ دو نوں کاریو کی طرف جا رہے تھے اور حیدر کا رخ گیراج کی طرف تھا۔“ وہ جھک کر تغلیخ کوہول ہی رہا تھا کہ اچانک اس سے اپنے قریب ہی کسی کی موجودگی کا حساس ہگا اور وہ بڑی بھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

”کھٹاک“ مجھکشو کا وار گیراج کے دروازے پر پڑا۔“ اس نے لوہے کی ایک وزنی سلاخ سے حیدر کے سر پر ضرب لگائی۔“ چاہی تھی۔ حیدر جوابی جھٹے کے لیے سنبھالا ہی تھا کہ دوسرا سے مجھکشو کی آواز آئی۔“ اپنی جگہ سے چھبٹی شکرانا۔“

اس کے ہاتھ میں ریواور دیکھ کر حیدر نے ہاتھ اور پہ مٹھا دیے۔ اب پونسٹشن یہ تھی کہ ایک طرف ریواور تھا اور دوسرا طرف لوہے کی سلاخ جس کی ایک بھر پر ضرب کھوپڑی کو کمی حصوں میں تقسیم کر سکتی تھی۔

”میری کسی غلطی کی سزا آتی بھیانک تو نہ ہوں چاہیے“ دفتار میں غصیلے بھجے میں کہا۔“

”تم ہماری شاگرد کو بھری نظر دے دیکھ رہے تھے“ ریواور والا غرستا۔“

”کس شیطان نے ورگایا ہے تھیں؟“ میں نے تو ابھی اسے اچھی طرف دیکھا ہی نہیں ہے۔“

”بکواس بند کر دو۔“ ”ارے تو کیا تم مجھے گولی مار دو گے۔“ اگر ایک بار بھری نظر سے دیکھنے کو تباہی ملے۔“

”نظر سے دیکھا تھا تواب دس بار اچھی نظر سے دیکھنے کو تباہی ملے۔“

”ریواور والے نے مٹنی ان ہٹنی کر کے اپنے سا تھی سے کہا۔“

”اے گیراج میں بند کر دو۔“ میکھنیاک کسی دوسرا طرف سے نکل جانے کا امکان نہ رہے۔“

”وہ لڑکی سکون کی تلاش میں بے مجھے گیراج میں بند کر دو۔“

”دفتار ریواور والا چھنج مار کر مچھل پڑا۔“ ریواور اس کے ہاتھ سے نکل کر دوڑ جا رہا تھا۔

”درسرا مجھکشوں کی طرف متوجہ ہجھا ہی تھا کہ حیدر نے اس پر چھلانگ لگادی۔“

”بھکشو نے سلاخ کا سہارا لیا چاہا لیکن حیدر نے ایک دھلتے دی۔“ سب سے پہلے اس نے سلاخ ہی اس پر چھلانگ لگادی۔“

”کے ہاتھ سے چھنی تھی لیکن وہ خود اس کے ہاتھ ہٹنی نہ آ سکی۔“ دو نوں کے ہاتھ سے گھٹھے ہوئے برف پر گزرا۔“ اور حیدر بڑی بھرتی سے اس کی گردن پر جو برف پر نظر آ رہا ہے۔“

”وہ اس طرف بڑھی ہی تھی کہ اس کے قدموں کے قریب“

حیدر اور پہ مٹھی ہی تھی کہ اس کے کڑھی نظروں سے دیکھتا

مئیں اُن سُنی کر کے بولی۔ ”دیکھو کب ہوش آتا ہے؟“

”میری تھیں کس طرح یقین دلاوں کر میں بے قصور تھا۔

اگر میرے ساتھی نے چھپ کر میری نگرانی سنی تھی تو یہ نہیں یہ دلوں

مجھے کہاں پہنچا دیتے؟“

”تمہارا ساتھی کہاں ہے؟“

”میں نہیں جانتا۔ اس وقت وہ یقیناً کسی چنان کی اوٹ

دیکھا دیکھا۔ ایک ماہر نشانہ باز ہے؟“

”میری دانست میں لا جواب ہے۔“ حمید بولا۔

”میرے پروں سے صرف ایک پاشت کے فاصلے

بہ اس کی گولی پڑی تھی۔“

”وہ ناک پر تیجھی ہوئی مکھی کو اڑا سکتا ہے۔ ناک ہڑال

میں محفوظ رہے گی۔“

”لپو۔ میں تھیں کہ میں پہنچا دیں گا۔“ حمید احتفا ہوا بولا۔

”رنہیں۔ مجھے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔“ بھکشوں

غسلے بچے میں کہا اور سلی سے بولنا۔ ”لپو۔“

”میں اتنا یہ کہاں خوفناک کس طرح۔۔۔“ ان دونوں سے الگ

کرے۔ اتنے میں سلی واپس آگئی۔

”لپو۔ میں تھیں کہ میں پہنچا دیں گا۔“ حمید احتفا ہوا بولا۔

”تہبا جاتے دلوں۔“ حمید نے کہا اور سلی کے ساتھ حلپنے لگا۔

بھکشوں کی آنکھیں اچانک خونخوار نظر آئے لئی تھیں لیکن

اس سے کوئی فیر معمونی درکت نہیں ہوئی تھی۔ سلی نے ایک

کمرے کی طرف اشارہ کیا اور دلوں سے پلٹ گئی۔ حمید کے اندازے

کے مطابق وہ فرمی دی سے پہنچا ہوئی۔ لہذا اب بچہ دانشگ

مالی میں واپس گئی ہوئی۔ دروازے کو دھکا دے کر دہ تیچھے

سہت۔ یا اور بھکشوں کو اندر جاتے کا اشارہ کرتا ہوا بولنا۔ ”اب تم

مجھے بتا دے کہ مجھ پر جملہ کیوں کیا ہے تھا؟“

”اس کا جواب دیجی دے سکے کا جو بے ہوش چاہو جائے۔“

بھکشوں نے کسی جیچہ پرے آدمی کی طرح نکلنے کا ہوا تھا۔

”تم لوگ غیر ملکی ہو۔“ حمید اسے گھوڑتاہوا بولا۔ اور ہماری

حکومت کی اجازت کے بغیر اس قسم کا کوئی اسلام نہیں رکھ سکتے۔“

”تم بیہاں کیوں آئے؟“ حمید اسے گھوڑتاہوا غزرایا۔

پکڑ کر دھکا دیتا ہوا بولا۔

اند پیچ کر بھکشو جارحانہ انداز میں پلٹا تھا لیکن حمید کے
تبور دیکھ کر آگے نہ بڑھ سکا۔

”میں نے آج تک کسی بھکشو کے پاس ریو الود نہیں دیکھا۔
حمدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”ان اطراف میں اُنکے جانے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔۔۔“
”مجھے یقین ہے وہ نیک لڑکی تھا رہتے ہے پوچھا۔

”تمہارے گی۔“ تھیں کہا جانے کا عذر کر کو تھا۔ اس غذرا کو
تسلیم کر لے گی۔“

”حمدی طنز یہ انداز میں مسکرا یا۔ بھر سخت بنجے میں بولا۔“ یہ
رکھنے کا اجازت نام ہے تھا رہتے ہے پاس؟“

بھکشو کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دریخا موڑ رہنے کے بعد اس نے
کہا۔ ”میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی نے تم پر جلا کیوں کیا تھا۔ صرف
بات بڑھانے کے خواستے کی تھت میں نے ریو الور بکال کر تھم دونوں کو
اگ کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا تھا کہ میکا مر
فرو ہو جائے۔“

”اچھی بات ہے۔ میں اس کے ہوش میں آئے کا انتظار
کر دیں گا۔“ حمید نے کہا اور واپس کے لیے مدد نہ لگا۔

”تھہرہ۔“ بھکشو با تھر اٹھا کر بولا۔ ”میں کی ہر عورت اس
یہ نہیں ہوتی کہ تھہر کر دی جائے۔ اس کا خیال رکھنا ورنہ تم آسمانی
عذاب سے نہیں بچ سکو گے۔“

”بیٹے۔“ میں تو عورت کو ہی عذاب سمجھتا ہوں۔ چاہے وہ
آسمان سے بچی ہو جا ہے زین کا سینہ چیر کر ریا مدھوئی ہو۔“

اب اس کا مرخ پھر دانشگ مالی کی طرف تھا۔ وہاں پہنچا
تو ریا بے ہوش بھکشو کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ ”اے بھی کمرے
یہ سپنچا دی۔“

”اس عذاب کے ٹھٹکارا ممکن نہیں۔ آدمی چاہے کہتی
ہے سپنچا بھکھارے۔“ حمید تکے بچے میں بے بسی تھی۔

”میں مطلب ہے۔“ ریما اسے گھوڑتی ہوئی بولی۔
”مچک نہیں۔“ حمید کرابتہ ہوا جھکا اور اسے پھر باختر پہنچا

لیا۔ ریما اس کے تیچھے پلٹ بھی تھی۔ زخمی کے برابر اسے کمرے
میں دوسرے بھکشو کو سپنچا کر اس نے اس سے کہا۔ ”لپو۔“

”اس کا جواب دیجی دے سکے کا جو بے ہوش چاہو جائے۔“
بھکشو نے کسی جیچہ پرے آدمی کی طرح نکلنے کا ہوا تھا۔

”تم لوگ آخر سوکیا ہیلا؟“ چلو اندر چلو۔ ”حمدی اس کی گردان
پکڑ کر دھکا دیتا ہوا بولا۔

”دوبارہ تینیہ کرنے۔“

”دفعہ ہو جاؤ۔“ یہ سیدھی سادی لڑکی اپنے تھارے فریب
میں نہیں آئے گی۔“

”میں سانہ کہو۔“ ریما نام بھیج کر بھیجے میں بولی۔ ”یہ دونوں میرے
گروہانی اسٹادیہ میں افسوس بھیج کر دیتے۔“

”میرا عتماد متنزل نہیں ہو گا۔“ اس سے فریب نظر بھکھوں کی تھی۔
”تمہارے ملک میں بھان ہو۔“ اس یہے تھارے بھاٹکتے
بھپڑا جیب والا ہے۔“ لہذا اس تھارے اڑت سبب پوچھا۔

”میں کہتا ہوں چلے جاؤ۔“ میں بھکشو کی آواز بُنڈ
ہو گئی۔

”میں بھر انہیں ہوں۔ حق تھے۔“

”میں آلام کرنا چاہتی ہوں۔“

”هزور کرو۔“ لیکن میں ان دونوں میں کسی کو بھی تھارے
کرے میں داخل نہ ہونے دوں گا۔“ میرا فیضدار ہے۔“

”اچھا ہی ہے۔“ کسی لڑج یہ بات ختم ہو۔“ وہ طویل سانش سے

کر دیں گا۔“ حمید نے کہا اور واپس کے لیے مدد نہ لگا۔

”تھہرہ۔“ بھکشو با تھر اٹھا کر بولا۔ ”میں کی ہر عورت اس
یہ نہیں ہوتی کہ کر دی جائے۔ اس کا خیال رکھنا ورنہ تم آسمانی
عذاب سے نہیں بچ سکو گے۔“

”بیٹے۔“ میں تو عورت کو ہی عذاب سمجھتا ہوں۔ چاہے وہ

آسمان سے بچی ہو جا ہے زین کا سینہ چیر کر ریا مدھوئی ہو۔“

اب اس کا مرخ پھر دانشگ مالی کی طرف تھا۔ وہاں پہنچا
تو ریا بے ہوش بھکشو کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ ”اے بھی کمرے
یہ سپنچا دی۔“

”اس عذاب کے ٹھٹکارا ممکن نہیں۔ آدمی چاہے کہتی
ہے سپنچا بھکھارے۔“ حمید تکے بچے میں بے بسی تھی۔

”میں مطلب ہے۔“ ریما اسے گھوڑتی ہوئی بولی۔

”تم لوگ غیر ملکی ہو۔“ حمید اسے گھوڑتاہوا بولا۔

”دوبارہ تینیہ کرنے۔“

”دفعہ ہو جاؤ۔“ یہ سیدھی سادی لڑکی اپنے تھارے فریب
میں نہیں آئے گی۔“

”میں سانہ کہو۔“ ریما نام بھیج کر بھیجے میں بولی۔ ”یہ دونوں میرے
گروہانی اسٹادیہ میں افسوس بھیج کر دیتے۔“

”میرا عتماد متنزل نہیں ہو گا۔“ اس سے فریب نظر بھکھوں کی تھی۔
”تمہارے ملک میں بھان ہو۔“ اس یہے تھارے بھاٹکتے
بھپڑا جیب والا ہے۔“ لہذا اس تھارے اڑت سبب پوچھا۔

”میں کہتا ہوں چلے جاؤ۔“ میں بھکشو کی آواز بُنڈ
ہو گئی۔

”میں بھر انہیں ہوں۔ حق تھے۔“

”میں آلام کرنا چاہتی ہوں۔“

”هزور کرو۔“ لیکن میں ان دونوں میں کسی کو بھی تھارے
کرے میں داخل نہ ہونے دوں گا۔“ میرا فیضدار ہے۔“

”اچھا ہی ہے۔“ کسی لڑج یہ بات ختم ہو۔“ وہ طویل سانش سے

کر دیں گا۔“ حمید نے کہا اور واپس کے لیے مدد نہ لگا۔

”تھہرہ۔“ بھکشو با تھر اٹھا کر بولا۔ ”میں کی ہر عورت اس
یہ نہیں ہوتی کہ کر دی جائے۔ اس کا خیال رکھنا ورنہ تم آسمانی
عذاب سے نہیں بچ سکو گے۔“

”بیٹے۔“ میں تو عورت کو ہی عذاب سمجھتا ہوں۔ چاہے وہ

آسمان سے بچی ہو جا ہے زین کا سینہ چیر کر ریا مدھوئی ہو۔“

اب اس کا مرخ پھر دانشگ مالی کی طرف تھا۔ وہاں پہنچا
تو ریا بے ہوش بھکشو کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ ”اے بھی کمرے
یہ سپنچا دی۔“

”اس عذاب کے ٹھٹکارا ممکن نہیں۔ آدمی چاہے کہتی
ہے سپنچا بھکھارے۔“ حمید تکے بچے میں بے بسی تھی۔

”میں مطلب ہے۔“ ریما اسے گھوڑتی ہوئی بولی۔

”تم لوگ غیر ملکی ہو۔“ حمید اسے گھوڑتاہوا بولا۔

”میرے پاس اسجا تھا۔“ بھکشو کی آواز آئی۔

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ ہو۔“ ریما مسکرا کر بھیج دیتے۔“

”میرے بھکار بھیتوں میں نہ

جائے۔ اب یہ لوگ وہی کر رہے تھے جو اس نے چاہا تھا وہ۔
دفتار دروازہ کھلا اور حمید اس پر آگزی۔ محکشو سامنے کھڑا اپنے
راہ تھا۔

”دیکھ لیا تم نے“ حمید ریسا کو ایک طرف ہٹاتا ہوا بولا۔
مچھل کھکشو کی گلن دبوچی اور دھکتے دیتا ہوا اس کو اس کرے
یہ لایا جہاں اسے رہنا تھا۔ ابتر پر دھکتے ہوئے حمید نے
اُسے ایسی نظر دی۔

”اب یہیں پر سہارا خود کی تیاری کھجڑا اس نے اس
کے کہا اور تیاری سے باہر نکل کر دروازے کو بولت کر دیا۔ ریسا اب
بھی دیں کھڑی تھی جہاں اسے چھوڑا تھا۔

”مت۔ تم عظیک کہہ رہے ہے تھے“ ادھر ہاضتی ہوئی بولی۔
”میں تھیں اچھا ادمی تھیں سمجھتی تھی۔ یعنی مجھے دین فریب نظر
ہے۔ اب کہاں جاؤں سکون کی تلاشیں؟“

”سکون صرف ماں کی گود میں ملتا ہے۔ یا پچھے کو گود میں
لے کر۔۔۔ بہت تھوڑا ہے سکون کا وقفہ۔ خیر تم فکر نہ کرو۔ اب
ہیں اس بے ہوش جیش کی قبریتی چاہیے۔“
زخمی محکشو دروازہ پیٹ پیٹ کر چھوڑ رہا تھا۔ شاید اسی
شرکی نہاد پر سہل وہاں دوڑا۔ آئی تھی۔

”میری کیا ہو رہا ہے؟“ اس نے میخرازے لیجے میں حمید
سے پوچھا۔

”دینا والوں کے لیے سکون سہم پیچا رہا ہے؟“
”بیاؤ تا؟“ وہ جھینکا کر بولی۔

”اس نے بالآخر ریسا پر حملہ کر دیا۔ میں نے فی الحال اس
باگل گئے کو بند کر دیا ہے؟“

”اوہو۔“ اس نے ریسا کو غور سے دیکھا۔ وہ سر جھکتا تھا
بھی باقی نہ بچا ہو۔

”تم پوچھیے ساختہ۔“ میں نے اسے بڑھ کر حمید را نہ بچے
میں کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بال کی طرف جلد پڑی۔
محکشو اب بھی چھوڑ جانے کا تھا۔

”خاموشی رہو ورنہ تھلاخوت دوں کا۔“ حمید نہ دروازے
پر باختر کر کہا اور دفتار دروازہ خاموش ہو گیا۔ پھر تراویحی نجات
آئی۔ ”کھجور تاکرلو؟“

”مکس بات پر جھائی؟“ حمید نے پوچھا۔
”یہ تھیں سب کچھ بتا دوں گا کہ کیا پکر ہے؟“

”ذلیل کہنے سب کئے ہیں۔ نیکی اور سچائی کی تلاش ریکار
ہے۔ وہ مجھے اس دیرانے میں اسی یہے لائے تھے کہ اُنھیں ڈرخت
کو تم کہیں مجھے اپنی طرف مائل نہ کرو اسی یہے اُنھوں نے تھیں راستے
کے ہتھا دینا چاہتا تھا۔ اب یہ بات پوری طرح میری سمجھ میں آگئی۔“

”تو وہ خدا نہ۔“
”بالکل بکواس۔ مجھے بُدھوست متعلق تفہیمات کی اور جن
تخریا کھا کرنے کا شوق ہے۔ اسی سلسلے میں بر ماگی تھی۔ وہاں
نوگوں سے ملاقات ہو گئی۔ یہ ادھر کا سفر کرنے والے تھے۔ میں نے
سوچا میں بھی ان کے علیٰ ذی فیر سے سے فائدہ اٹھا دیں۔ ریگم بالا
مندر دوں میں بھی بے شمار منفقش تحریریں موجود ہیں۔“

”کچھا یہ حمید سر بلکر بولا۔“ ابھی بات ہے۔ تم آرام کرو۔
میں اُنھیں دیکھ لیوں گا۔ ایک توبے ہوش ہڑا ہے اور دُوسرا پہنچ
کرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اسے ترقیدی ہی سمجھو۔
حمدید وہاں سے بکھر ان کروں تک آیا۔ بے ہوش محکشو اپ
بھی سپلی بی سی حالت میں ہڑا ہوا تھا۔ اس نے اس کمرے کا دروازہ
بھی بند کر کے باہر سے بولٹ کر دیا۔ اب اس نے سوچا کہ فریبی کو
بھی ان حالات سے مطلع کر دینا چاہیے۔ وہ اپنے کمرے میں ملا۔
اور حمید کی داستان میں کہنے لگا۔ ”اڑو محکشو نکل جانا چاہیں تو
اُنھیں نظر انداز کر دیا۔“

”سوال یہ ہے کہ ہم بیکیوں میں کاڑی لے کر نکل جائیں
آخر ہم بھی تو اپنی جیپ میانچے کر چکے ہیں۔“

”اس سے کوئی قائمہ نہ بنوکا۔“ فریبی کچھ سوچتا ہوا بولا۔
”لیکن ان کے ساتھ والی بڑی کہیں نزولِ مقصود تک پہنچا سکے گی؟“
”میں دیکھتا ہوں کہ اب اپ کر بھی لڑکیوں سے کچھ کچھ دیپی
ہو چکی ہے۔“

”تمہیں اسی صحبت میں خراب ہو رہا ہوں۔“ فریبی نے
بے پرداں سے کہا اور سمجھا ہو اسکا رسکنا نہیں لگا۔

آپستہ آسٹہ اندر ہیچیات جا رہا تھا۔ حمید نے سوچا کہ
کروں کے نیے روشنی کا انتظام بھی ہتنا چاہیے۔ مسلی تھا اس
سلسلے میں بھی اس کا باختر بیا جائے۔ بھی وہ بال میں پہنچا بھی نہیں
ہتھا کہ اس نے بہت بی دل دوز قسم کی نسوانی جنہیں میں اور بال میں
پہنچ کر اس نے دیکھی کہ اسی فرش پر بڑی سچھی کی طرح تردد رہی
ہے۔ اس کی مسلسل جنہیں میں۔

حمدید جہاں تھا وہیں وہ کیا کہیں نکل اس کے ساتھ بھی اس

سے ایک نئے اسے ہمارا پتا بتا یا اور کہا کہ شاید ہم اسے ان
علمات کا مفہوم سمجھا سکیں۔ وہ ہمارے پاس رنگوں پہنچی۔ ہم
نے بڑی وقت سے ان علمات کو معمی پہنچائے۔ یہ علمات
بتاتی ہیں کہ خدا نہ ریگم بالا کے قدیم مندوں میں ایک بلکہ پوشاک
سے۔ وہ خاموش جو گیا اور حمید اُنکھیں بھار ہے اسے دیکھا رہا۔

”لیکن ہم بڑی مدد کے بغیر کوئی دہانہ نہیں پہنچ سکتا۔“
محکشو نے تبیر کرنے کے سے انداز میں ہاتھا کر کہا۔

حمدید نے نکوں نکل کر ہوشیوں پر زبان پھری۔ اس کی یہ
ادا کاری سرفیض حقیقت معلوم ہر قیمتی۔ پھر لگراستا ٹھاری ہو
گیا تھا۔ محکشو اپنے بے ہوش سماحتی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا اور
اس کے چہرے پر نشوشی کے آثار تھے۔

”اب میرا سر چکرا رہا ہے۔ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔“
وہ حمید کی طرف مڑا کر بولا۔

”اڑھوڑ۔ اڑھوڑ۔ چلو۔“

”ایک بار پھر مُن نو کہ ہماری مدد کے بغیر = قدیم نظر تھا جسے
یہے بالکل بے کار ہو گا۔ رُد کی کوئی نہیں تباہ جو خود سمجھے
ہیں صرف ریگم بالا کی نشاندہی کی ہے۔“

”میں ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا جس سے مجھے کوئی فائدہ
نہ پہنچ سکے۔“

”ذہین اور کھجدا معلوم ہوتے ہو۔“ محکشو کہتا ہوا فرازے
کی طرف بڑھا۔ ”اگر تم میرے سماحتی کی خرگزی کر سکو تو تمہارے
لیے دولت ہی دولت ہوگی۔“

”چلو بے غلط ہو۔“ وہ اسے آگے بڑھا تاہم بولا۔
اپنے کمرے میں داخل ہو کر محکشو نے کہا۔ ”بہتر بھی ہو گا۔“

”تم دروازے کے کریا ہر سے بند کر دو۔“

”جیسا کہو۔“
”ہاں۔ ہاں یہی مناسب ہے۔“ ہٹھا تو بولا۔

اس وقت حمید بے نکل ہو گئے کی سی ادا کاری کر رہا تھا۔
کہاں فی ریسا اور بھی سنادیتا شخص اس لیے کہ ان لوگوں کو اپنی کامیابی کا
یقین ہو جائے۔ غایباں کی ایکم ایسے یہ تھی کہ اڑاں کو ان کے مردوں
پر مسلط کر کے ہو وغایب ہو جائیں اور اُنھیں اسیکم تدبیر کے
موقع فریبی کی نے دیا تھا۔ اس نے ریسا کو جرمی دستاویزی کی بھافی
ستائی اور سپلی بار اس کی آنکھوں میں نفرت آئی غصے کی چیکاریاں
دیکھیں۔ اس کیفیت میں وہ پہنچے سے بھی زیادہ جسیں نظر انہیں تھیں۔

”پہلے کیوں نہیں بتا دیا تھا؟“

”تم دروازہ تو کھو بولو؟“ حمید نے شکنی محسکاں

اور خود دروازے کی اوٹ میں ہوتا چلا گیا۔ محکشو پھر بھی کہا رہا
چکا تھا۔ حمید نے بغی ہو سڑے ریجاں اور نکال لیتے ہیں دریہ لگانی۔
لیکن محکشو تو فانی تھا تھا۔ اور اس کے چہرے پر ٹوف کے آثار
بھی تھے۔

”اوہ۔ یہ سمجھا تھا۔ شاید پھر کوئی فزاد کرنا چاہتے ہو۔“

حمدید نے طویل سانس سے کہا اور کہا اور دیوارہ ہو سڑوں ڈال دیا۔
”اس کرے کو پھر اسی طرف بند کر دو۔“ وہ جلدی بھری بولا۔

”اوہ ہم دوسرے کمرے میں چلیں جہاں میرا سماحتی ہے۔“

حمدید نے اس کے منشور سے پر عمل کرنے میں دیر نہیں لگا۔
تھی۔ اس کا سماحتی اب بھی بے ہوش تھا۔ محکشو نے اس پر نظر

ڈالتے ہوئے ایک طویل سانس میں اور بولا۔ ”میرے سماحتی کو محکا
متعلق غلط فہمی ہو گئی سوگی۔ غایباً وہ سمجھا تھا کہ تم ریجا کو دوست
بنانا چاہتے ہو اور ہم سی جس تھے آدمی کا درجہ برداشت نہیں
کر سکتے تھے اور اب اس وقت تھیں غلط فہمی ہو گئی ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”جنم گھے ہو۔ وہ بات نہیں تھی۔ میں اس سے چین
لینا چاہتا تھا۔“ محکشو نے اپنی ہجڑی سے کامیابی کیا۔

”یہ کیا ہے؟“ حمید نے ہاتھ پر چھا۔

”نہیں۔“ وہ اسے دوبارہ ہجوں میں ڈالتا ہو گا۔

”اس کی کہانی سن لو در نہ تم اسے بھی فزاد کھجو گے۔“

”شناو۔“ حمید تھنڈی سی سانس سے کردی چیلی دھماں اور از
یں بولا۔ ”وریجا فریجی انڈو چاٹیز ہے۔“ فرانس میں پیدا ہجڑی
وہیں بڑی بڑی۔ اس کا باپ بُدھوست کا سمجھو تھا۔ ریجا کی تعلیم و تربیت
اسی کے ہاتھیں ہو گئی تھی۔ اس نے اسے بُدھوست ہی کے راستے
پر ڈالا۔ ریجا اس کی سوت کے بعد بھی اسی پر قائم رہی اور بُدھوست
کے متعلق مزید سیرجج کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔ اسی دوران
میں اس کو ایک قدیم کتاب مل گئی۔ جسے چھڑے پر تحریر کیا گیا تھا۔

اس میں ایک خدا نے کامراخ تھا لیکن نقصتے میں کچھ ایسی ملامات

تھیں جنہیں وہ سمجھنے پا تی۔ بُدھوست کے بعض عالموں سے صرف

استاتیا پل سکا کہ ان علمات کا تعلق قدیم ترین مذہبی رسم سے
تھا۔ بُدھوست کے یہ عالم اتفاق سے بورجینی کی تھے۔ ان میں

”مکس بات پر جھائی؟“ حمید نے پوچھا۔
”یہ تھیں سب کچھ بتا دوں گا کہ کیا پکر ہے؟“

”دہ موت تو میرے لیے صرف ایک تبدیلی کا نام ہے۔“

”ان چار گھنٹوں میں میں نے متنی تعلیم حاصل کی ہے اس پر ایک عمر بڑی رجاتی۔“

وہ بہال میں واپس آئے۔ پہاں اکرام ایک میز پر سرداڑھائے بیٹھا تھا اور فریدی سسلی کی لاش کے قریب برف کی حدیندی سے پاہر کھکھل لائیں گے جو سورے جارہا تھا۔ وہ دونوں اس کے قریب پہنچ کر گئے۔

”ایک دروازے کو توڑ کر فرار ہو گیا اور دوسرا مر جکا ہے۔“

حمدید نے اسے اطلاع دی۔

اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور آہتھے بولا۔

”پہلا بھی مر جکا ہے۔“

”کیا مطلب ہے؟“

”وہ لگاڑی کے قریب اس کی لاش پری ہوئی ہے۔“

”مکاں مت کرو۔ جا کر دیکھو گا اسی استعمال کے قابل ہے یا نہیں؟“ ریجا بنت بنی ہبیتی ”کھڑی“ تھی۔

حمدید پھر دروازے کی طرف تر۔ ریجانتے بھی شاید اس کے ساتھ جانا چاہا تھا لیکن فریدی با تھا تھا کر بولا۔ ”تم ہم چھرو گی؟“ وہ رُک گئی اور خوفزدہ نظروں سے حمید کی طرف نکھنے لی۔ ”کوئی بات نہیں۔ یہ جو سے بھی زیادہ ہے فرز آدمی ہیں؟“

حمدید کہتا ہو گئے بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ چاروں طرف پھیل ہوئی برف اندھیرے میں بھی چک رہی تھی۔ ۰۰۰ اور لگاڑی

واضح طور پر نظر آرہی تھی۔ ۰۰۰ اس نے جیب سے تاریخ نکالی اور لگاڑی کی طرف بڑھتا رہا۔ لگاڑی کے قریب اسے کوئی لاش نظر نہ آئی۔ احتیاط اس نے چاروں طرف سے لگاڑی کا چاڑہ لیا۔

اندر میش بورڈ پر اگلشن میں بھی موجود نہ ہونے کی بنا پر وہ اسے اسٹارٹ کر کے نہ دیکھ سکا۔ وہ سوچ رہا تھا پہلوں توانا ہی موجود ہو گا کہ وہ آگے جائیں۔ ان بھکشوں کی منزل ریگ پالا تھی۔ شاید دیکی میں فال تو پھر بھی موجود ہو۔ اس نے ایک بار چھکھشوں کی لاش

ڈھونڈنے کی کوشش شروع کر دی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر معلوم کرنے کے لیے کرنا تجویز دیا۔ تاریخ کی روشنی کا دارہ بھکشوں کو کھولا اور جو نک کرتے تھے سہٹ گیا۔ تاریخ کی روشنی کا دارہ بھکشوں کی لاش پر تھا۔ سوچی لہر اس کی ریڑھ کی بڑی میں دوڑ گئی۔ بھکشوں کی

گروں سے خون پہاڑتا۔ غاباً کوئی گولی نکلی تھی۔ ۰۰۰ بند کر کے وہ ہال کی طرف پیل پڑا۔ اب ریجا بھی اکرام کے پاس بھی نظر آئی۔ اس کے

حمدید اس کی طرف مڑا اور آہتھے بولا۔ ”میسا ساتھی موت کاہر کارہ ہے جہاں اس کے قد جلتے ہیں رہاں موت شعلیاتے بجا تھی۔“

”اوہ۔“ فریدی پر پتخت کر بولا اور تیرتیزی سے صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”یوکیا ہے۔ آخ رکیا ہے۔“ اکرام حمید کے شلنے پر ہاتھ رکھ کر سسکیاں لیتا ہوا بولا۔

”میں کیا بتاؤں؟“ حمید نے کہا چھر جونک کر چکا طرف مڑا۔

”تمہاری مرمنی۔ میں تو چاہتا تھا کہ تم پرستورِ سکون کی لاش میں رہو۔“

”آخراں بے چاری عورت کو کہا ہوا ہے۔“

”حمدید کچھ نہ بولا۔“ ریجا اس کے ساتھ میل رہی تھی۔

”زخمی بھکشوں کا دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ کمرے میں نہیں تھا اور بے ہوش بھکشوں کا دروازہ باہر سے ید سтор بیوٹ کیا ہوا تھا۔

”وہ کیا تھا“ ریجا بولی۔

حمدید خاموشی سے دوسرا سے کر سکی طرف بڑھا۔ بولٹ بھکسا کر دروازے کو دھکا دیا۔ بھکشو پر پر موجود تھا لیکن حمید کو اس میں نہیں کے آثار نظر نہ آئے۔ وہ آگے بڑھا چک کر دیکھا۔

”اس کی سانس ٹرک ٹکی تھی۔ ایک ہر دہ جنم۔ سیدھے کھڑے ہو کر اس نے ریکا کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ دروازے کے قریب کھڑی تھی۔“

”اگلے کیا بات ہے؟“ وہ ہمکاری۔

”موت!“ ایسی ہی درجنوں فار والوں کی مشترک بوجہ۔

”حمدید نے باہر نکل کر دروازہ دوبارہ بولٹ کر دیا۔“

”میں اس قسم کے حد سے برداشت نہیں کر سکتی۔“ میرا دل دوہرہ اُن کے قریب پہنچ گیا۔ وہ ایک چادر میں بہت

کی برف سیکھ لایا تھا۔ میں سے تھوڑے قاصدے پر اُس نے وہ برف دوال دی۔

”کیا۔ تم پاگل ہو گئے ہو؟“ اکرام حلق پھاڑ کر حمید سے اپنا با تھوڑا لیٹنے کی کوشش کر رہے تھا۔

”اکلام۔“ فریدی اس کے قریب اگر زم بچھے میں بولا۔“ وہ مر گئی ہے۔“

”نہیں،“ اکلام حلق پھاڑ کر حمید سے اپنا جانہ کیا ہوا؟“

”بچھے موت سے ڈر نہیں لگتا لیکن اس طرح مر جانا“

”برفت کی دیواریں،“ حمید نے اجتماع انداز میں دُہرایا۔“

”اوہ۔“ فریدی پر پتخت کر بولا اور تھا صیغہ خود کو اپنی بیماری کا عینہ دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔

”تم کھڑک رکھا تو اسے کیا ہوا؟“ اکرام حمید کے شلنے پر ہاتھ رکھ کر سسکیاں لیتا ہوا بولا۔

”میں اب بالکل ساکت ہو گئی تھی۔“

”دہ دونوں ہاتھوں سے گھر چھپائے کھڑا ہی تھی۔“

”تم کہاں تھیں؟“ میں تھیں اس کے پاس چھوڑ کر گیا تھا؟“

”تم میں اپنے کمرے سے بھٹکنے ہوئے نہیں کھیلا لیتے گئی تھیں ہبھی دوپہر میں تو اسے کیا ہوا؟“ کب تنک اسی طرح پڑھی رہے گی۔“

”حمدید کچھ نہ بولا۔“ اکرام نے سلی کی طرف بڑھتا چاہا تھا لیکن حمید نے اس کا با تھوڑا پکڑا۔

”تھہر۔“ چیفٹ نے اس سے ڈور رہنے کو کہا تھا۔“

”اس نے چھکا دے کر اسے چھیچھے ہوئے کہا۔“

”میں کچھ نہیں جانتا۔“ چھیچھے چھوڑ دو۔“

”تھہر۔“ اکرم سے کوئی حماقت سرزد ہو گئی تو تھارا بھی یہی حشر ہو گا۔“ فریدی کی آذاز آئی۔

”پھر وہ اُن کے قریب پہنچ گیا۔ وہ ایک چادر میں بہت

کی برف سیکھ لایا تھا۔ میں سے تھوڑے قاصدے پر اُس نے وہ برف دوال دی۔

”کیا۔ تم پاگل ہو گئے ہو؟“ اکلام حلق پھاڑ کر حمید سے اپنا با تھوڑا لیٹنے کی کوشش کر رہے تھا۔

”ہہ۔“ میرا دل دوہرہ اُن کے قریب اگر زم بچھے میں بولا۔“ وہ مر گئی ہے۔“

”نہیں،“ اکلام حلق پھاڑ کر حمید سے اپنا جانہ کیا ہوا؟“

”بچھے موت سے ڈر نہیں لگتا لیکن اس طرح مر جانا“

”وہ تھارا ساکتی۔“ وہ۔ وہ۔“

”کیا تھیں پہنچ آیا ہے؟“ میری سچھے میں تو نہیں آتا۔“ ریجا حمید سے بولی۔

کی نظر اکرام پر بھی پڑی تھی۔ وہ سلی سے تھوڑے سے بھی نہیں دیکھیں۔ پھر اسی طرح آنکھیں بچاڑھا تھا صیغہ خود کو اپنی بیماری کا عینہ دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔

”تم کھڑک رکھا تو اسے کیا ہوا؟“ دفعتاً حمید نے اُسے لکھا۔

”سلی بدستورِ تربیت کر جانے جا رہی تھی۔ اکرام حمید کے بھوئی آنکھوں سے اب حمید کی طرف دیکھنے رکا۔

”اے کیا بُجھا ہے؟“ حمید نے پوچھا۔

”مم۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ گھری نہیں سو رہا تھا۔“

”اکرام سلی کی طرف بڑھا اور جھک کر دیکھنے لگا۔ چھڑا چھل کر تھیچھے بہٹ آیا۔“ اسے مرتے آدمی کا اس طرح اُچھلنا حمید کو بڑا غیر فطری سانگا تھا۔ بالکل اسی اسی معلوم ہوا تھا جسے بھل کے کر رکھتے نے اُسے اچھا چھینکا ہو۔

”کیا بات ہے؟“ حمید اس طرف بڑھتا ہوا بولا۔

”اریشے ریشے۔ خدا کی پناہ۔“ میں سے اب جھک رکھا ہے۔“

”اکلام ہاتھوں سے اپنا چھرہ دھانپتا ہوا بولا۔“

”کیسے ریشے۔ تم ہوش میں ہو یا نہیں۔“ حمید کہتا ہوا خود

سلی کی طرف بڑھا۔ جسی کی تھی تھر کا پہ ہری تھی۔“

”کھہر دا۔“ حمید اسے اپنا جسے تھا۔“

”بند رج و قفر بڑھتا جا رہا تھا۔“ میں سے جھیول کر دی میں

”وہ آہستہ آہستہ دم توڑ رہی ہے۔“

”ہہ۔“ میرا دل دوہرہ تھی۔“ فریدی کہتا ہوا اگے بڑھا۔

”یہ کیا ہوا؟۔“ میں سے جھیول کر دیا۔“ حمید نے ریکا کی آہاز سنی۔“

”اوہ۔“ اس کو دھکا دیکھا۔“ وہ تھوڑے کھڑا تھا۔“

”میں کچھ نہیں۔“ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”سیکھ لی۔“ اچانک فریدی پچھے بہٹ آیا اور بے بھی سے

ہا تھوڑا ہوا بڑھا۔“ میں کچھ نہیں ہو سکتا۔“ دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں بچا سکتی۔“

چاروں طرف برت کی دیواریں اُٹھا دو۔“ برف بعنی جلد ممکن ہو سکے۔“ اس کے

چہرے پر بلا کا سوگ طاری تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے سلی اس کی ٹھنڈی ہوئی ہے۔ اکام نے ابھی تک سرہنیں اٹھایا تھا۔ حمید سید صافری بی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اب بھی وہیں کھوا تھا۔ سلی کی لاش کے قریب۔ فقط حمید کی نظر لا ش پر پڑی۔ اس کے چاروں طرف فرش پر گہرا سرخ رنگ ہبریس نے رہا تھا۔ سرخ پلا در سی پچی ہٹھی تھی اور اس چادر کی سطح پر عجیب سی کلبلائست نظر آ رہی تھی۔

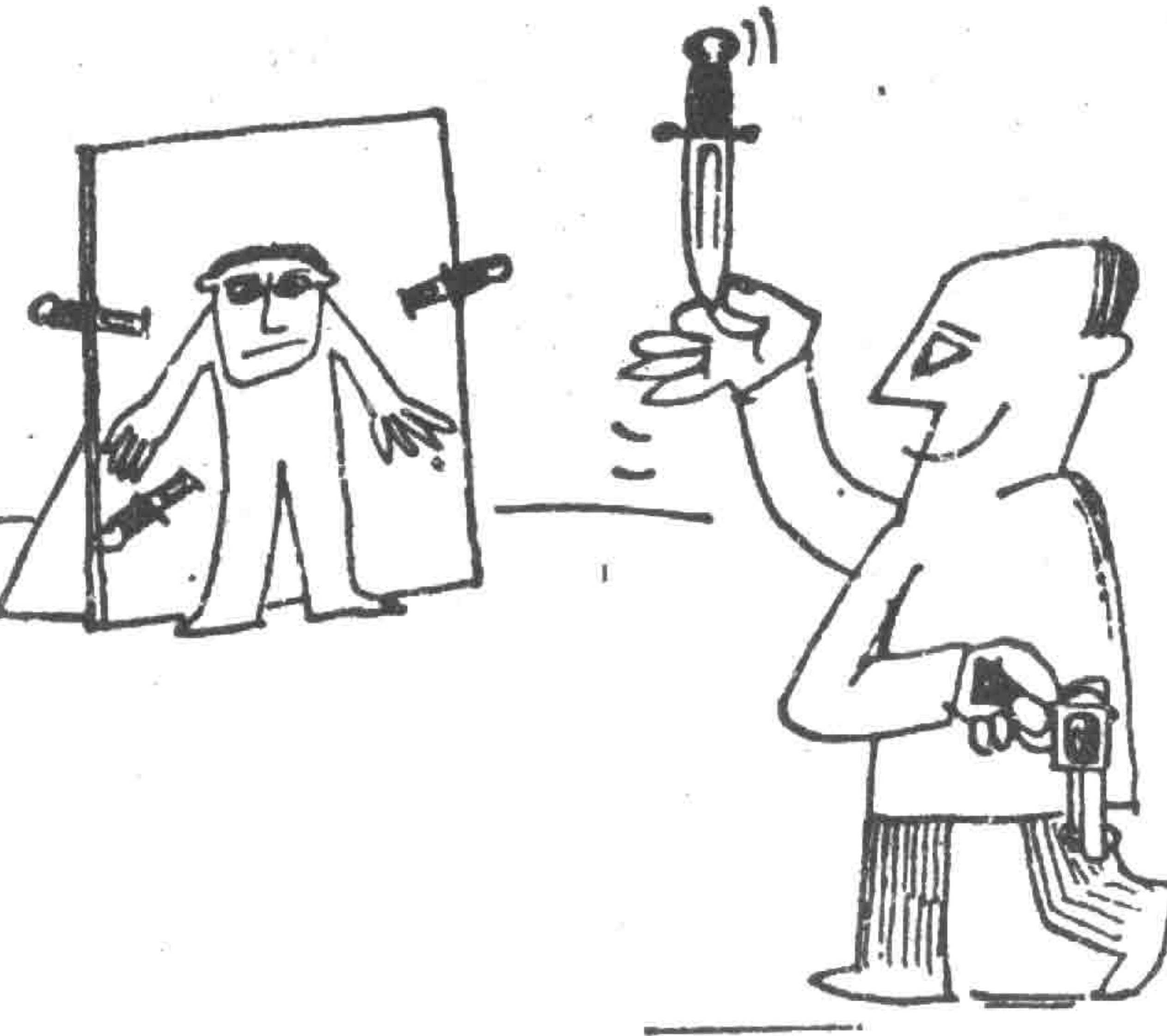
”خون“ حمید نے بھرتانی ہٹکی آواز میں پوچھا۔ ”نہیں یہ موت کے ہر کارے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لیکن برف کی اس دلیوار کو بار کر کے چاروں طاف نہیں پھیل سکتے۔ دمکھو جھک کر ذرا قریب سے دیکھو“

حمدید جھکا اور اس کے سارے روشنی کھوئے ہو گئے۔ باریک باریک مر رخ ریشے کیچوڑوں کی طرح کلبلا رہے تھے۔ ”یہ کیا مصیبت ہے؟“ وہ سید صافر کھڑا ہوتا ہے۔ ”خشکی کی جنکیں۔ ایزین کے جنکلوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی لمبائی چھائچھے سے سوافت تک ہوتی ہے۔ ایک جونک کے دس ٹھنڈے کردودس جنکیں تیار ہو جاتیں گی۔ لقین کرو دس الگ الگ جنکیں۔ آگاچ پر فماری نہ ہو گئی ہوتی تو انھیں کسی نہیں بلکہ پر محدود کر دینا بے حد مشکل کام ہوتا۔“

”ان کا خاتمہ کس طرح ہوگا؟“ ”ان کی گاڑی کی ڈالکی میں کوئی گلین پریول موجود ہے۔ لیکن ان کے درمیان سے سلی کی لاش اٹھایتا آسان نہ ہو گا۔ یہ اس وقت تک اپنے شکار کو نہیں جھوڑتیں جب تک کہ وہ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔“

”لیکن اتنی تعداد میں یہ آئیں کہاں سے؟“ ”حمدید پھر کبھی بتاؤں گا۔ جتنی جلدی ممکن ہو ہیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ میں ٹائم گرڈاھ یا ریگم بالا کے حکام سے رابطہ قائم کر سکوں۔ ترانسپری جیپ ہی میں رہی گئی تھی جسے وہ ساختہ میں گھٹے۔“

”اوہ اس لڑکی کا کیا ہو گا؟“ ”یہ ساختہ ہے کی اور نیس فی الحال اکام کو بھی یہاں سے ہٹا دینا چاہتا ہوں۔ اُسے بھی ساختہ سے جاؤں گا۔“ ”کیا عجیشو کو اپنے کوئی ماری تھی؟“ ”ہاں۔ اُس نے نکل جانا چاہا تھا۔ اُس کے تھیں میں پلاٹک کے ایک جاری میں اسی کی لاعداد جنکیں اور بھی موجود ہیں۔“



بیک وقت کی فائز ہوتے اور فریدی نے بڑی پھر تھی سے باریک لکھاری کے کسی قدر تکچھے لایا اور چھپا میں جانب موڑتا ہوا بولا۔“ وہ ہمیں تیکم گڑھ نہیں جانے دیں گے۔ اچھی بات ہے ریگم ہلاکی ہیں۔“

”نہیں۔ بے بھی کی موت مجھے پسند نہیں۔“

”خداء مخفی غارت کرے یا اکلام تھپل سیت سے رہنا۔“

آواز میں بولا۔ ساختہ بی ریکا کہتی ہوئی شناخت دی۔“ یہ کیا ہو رہا ہے۔

”یہ بکیا ہو رہا ہے؟“

”فکر کرو۔“ حمید باتیں آنکھ دبا کر مسکرا یا۔“ لومر یوں کے

شکاری ہمیں لوٹنا چاہتے ہیں۔“

”احسان فراموشی۔ کتوں سے بدتر یا اکلام کو اہا۔“ میں نے ان کے لیے کیا نہیں کیا۔ اوه سلی۔ سلی۔ میری بد نصیب سلی۔“

اور بچوڑہ رونے لگا تھا۔ سریدینہ مرلک پر فراٹے بھر رہی

تھی اور مرلک دوڑتک روشنی میں نہانی ہوئی تھی۔ حمید نے عقب نما

آئینے میں کسی دوسرا گاڑی کے ہیڈلیپ دیکھے۔

”کیا جمال ہے؟“ وہ بڑھ رہا۔

”کچھ بھی نہیں بس اسٹین کی اس ناگن سے بہوشیار رہنا۔“

فریدی بولا۔

”خوب۔ اسٹین کا سائب ترٹنا تھا۔ ادب میں اضافہ

فرما رہے ہیں جناب۔“

”میں بھی جا بتا ہمتوں کو تم چکتے رہو۔“

دفتار حمید جنک پڑا۔“ یہ یاد آیا کہ جب اس نے ڈالکی

سے پریول کا ان نکلا تھا تو اس میں جھکشوکی لاش موجود نہیں تھی۔

”وہ۔ وہ لاش“ وہ آخرت سے بولا۔

”کون ہی لاش؟“

”میرا خیال ہے کہ جب میں نے ڈالکی سے پریول کا ان نکلا

تمہارے پہنچنے سے قبل بی اخنوں نے لاش نکال لی ہر

گی۔ حمید ہم چاروں طرف سے گھر گئے ہیں۔ وہ دمکھو تھے بائیں جانب

حمدید نے نیش بیں دیکھا۔ دُور آگ کی پیش آسمان کو

چھوٹی محسوس ہو رہی تھیں۔

”پورا موٹیل آگ کی پیٹ میں ہے۔ تینوں ناٹیں مل کر

فاٹ بوجانیں گی۔ وہ اکلام کو بھی زندہ نہ چھوڑتے۔ اوه۔ تم چھپلشت

پر چلے جاؤ۔ اکلام کو یہاں پرے پاس پہنچ دو۔“

”بآپ پھر کوناگن کی اسٹین میں پہنچا چاہتے ہیں؟“

مقام پر جائیں گے اور پھر اس کے لیے بھی کچھ کریں گے۔

”ان لا شوں کا کیا ہے؟“ ریکا نے سوال کیا۔

”یہ بھرچھوڑ دو۔ ظاہر ہے ہم کسی آبادی میں پہنچ کر پویں

ہی سے رابطہ قائم کریں گے۔“

”میں دشواری میں پڑھاؤں گی۔ آخریں اپنی شیاطین کے

ساختہ تو تھی۔“

”تمھیں بچاتے رکھنا بھی ہماری ذمے داری ہے۔ تم

اُس بھجن میں بڑپڑو۔ اچھی لڑکی۔“

”میرا سموت کیسی؟“

”تم دونوں میرے ساختی کے ہمراہ چلو۔ میں تھا را

سموت کیسی بھی نکال لاوں گا۔“

وہ باہر نکل لیکن حمید بھی تیکھے پہنچے چل رہا تھا جب وہ

گاڑی میں بیٹھ گئے اس نے ڈالکی اسکی اور پریول کا ان نکال

کر پھر عمارت کی طرف جو ٹھاٹری تھی ہماریت کے مظلہ بیچ ٹھنڈے عقب نما

رنے کے بعد وہ کمروں کی نرٹ۔ ایک اور دیپا نے کمرے سے سوتھ کیسی

نکال کر باہر نکل ہی جاتا چاہتا تھا کہ کسی قسم کی آواز من کر رک گی۔

ایسا محسوس ہجھا جسے آس پاس کوئی سورج دبوا واڑ کو فوری طور پر

کوئی معنی نہ پہنچا سکا لیکن خطرے کا احساس پیدا تھا مور جو جو دھرتا۔

سموت کیسی فرش پر کھڑک رکا میں نے ہمراہ نکال لیا۔

چند لمحے انتظار کرتا رہا پھر سوت کیسی اٹھا کر راہداری میں پھینک

دیا اور خود بھی بڑی پھر تھی سے راہداری میں چھلانگ لکائیں لیکن یہاں

دوںوں اڑاٹ میں کوئی بھی نہ دھکایا دیا۔ اس نے پھر سوت کیسی اٹھایا

اور بڑی احتیاط سے قدم رکھتا ہوا ہاں کی طرف چل پڑا یہ اور بات ہے

کہاں میں پہنچ کر ایک لمحے کے لیے مظہر سے بغیر بے تھا شر دو طبقاً ہجھا

باہر گیا جو کیونکہ سلی کی لاش پر شعلے چڑک رہے تھے۔ گرتا پر تاکاڑ

تک پہنچا اور اگلی سوت پر چھس کر آہستہ سے بولا۔“ کسی نے پریول

میں آگ لکا دی۔“

”بھٹکو جلدی کرو۔“ فریدی دوسرا طرف کا دروازہ ھٹولتا ہوا بولا۔

اب حمید کو اس ہوا کا گاڑی کا بخن پہنچے ہی سے جاہاں ہوا

تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی کا گاڑی حرکت میں آگی۔

”فرش نکل گئی کا ہے۔ پوری عمارت خاک ہو جائے گی۔“

حمدید نے کہا۔ آواز سرگوشی کی حدود سے آگے نہیں بڑھنے دی۔

”یہ بھی ملکن ہے کہ برف کی دلیوار اسے آگے پڑھنے دے۔“

کاڑی جسے بی مرلک پر پہنچ کر دایں جانب مڑا نے لگی

چہرے پر بلا کا سوگ طاری تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے سلی اس کی ٹھنڈی ہوئی ہے۔ اکام نے ابھی تک سرہنیں اٹھایا تھا۔ حمید سید صافری بی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اب بھی وہیں کھوا تھا۔ سلی کی لاش کے قریب۔ فقط حمید کی نظر لا ش پر گہرا سرخ رنگ ہبریس نے رہا تھا۔ سرخ پلا در سی پچھی ہٹھی اور عجیب سی کلبلائست نظر آ رہی تھی۔

”خون“ حمید نے بھرتانی ہٹکی آواز میں پوچھا۔ ”نہیں یہ موت کے ہر کارے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لیکن برف کی اس دلیوار کو بار کر کے چاروں طاف نہیں پھیل سکتے۔ دمکھو جھک کر ذرا قریب سے دیکھو“

حمدید جھکا اور اس کے سارے روشنی کھوئے ہو گئے۔ باریک باریک مر رخ ریشے کیچوڑوں کی طرح کلبلا رہے تھے۔ ”یہ کیا مصیبت ہے؟“ وہ سید صافر کھڑا ہوتا ہے۔ ”خشکی کی جنکیں۔ ایزین کے جنکلوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی لمبائی چھائچھے سے سوافت تک ہوتی ہے۔ ایک جونک کے دس ٹھنڈے کردودس جنکیں تیار ہو جاتیں گی۔ لقین کرو دس الگ الگ جنکیں۔ آگاچ پر فماری نہ ہو گئی ہوتی تو انھیں کسی نہیں بلکہ پر محدود کر دینا بے حد مشکل کام ہوتا۔“

”ان کا خاتمہ کس طرح ہوگا؟“ ”ان کی گاڑی کی ڈالکی میں کوئی گلین پریول موجود ہے۔ لیکن ان کے درمیان سے سلی کی لاش اٹھایتا آسان نہ ہو گا۔ یہ اس وقت تک اپنے شکار کو نہیں جھوڑتیں جب تک کہ وہ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔“

”لیکن اتنی تعداد میں یہ آئیں کہاں سے؟“ ”حمدید پھر کبھی کہتا بتاؤں گا۔ جتنی جلدی ممکن ہو ہیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ میں ٹائم گرڈاھ اور آہستہ سے بولے۔“ ”جب ہم گاڑی میں بیٹھ جائیں تو تم ڈالکی سے پریول کا دب بنا لکھا کر سکوں۔“

”آگے گئی تھی جسے وہ ساختہ میں گھٹے۔“

”یہ ساختہ ہے کی اور نیس فی الحال اکلام کو بھی یہاں سے ہٹا دینا چاہتا ہوں۔ اُسے بھی ساختہ سے جاؤں گا۔“

”کیا عجیشو کو کہا پتے کے کوئی ماری تھی؟“ ”ہاں۔ اُس نے نکل جانا چاہا تھا۔ اُس کے تھیں میں پلاٹک کے ایک جاری میں اسی کی لاعداد جنکیں اور بھی موجود ہیں۔“

"سہو شہزادہ بہرہ بہن۔ فلمکاریوں کے خلاف ہر ثبوت کا نشان وہ مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اکرام کی طرف سے یوں غفلت بر ت رہے ہیں کہ رضا کی تو مر جودی ہے اس کے لیے"

فریدی نے خاموش ہو گاڑی کی رفتار کم کر دی۔ پھل گاڑی کی روشنی اب نظر نہیں آ رہی تھی۔ غالباً اب وہ کسی پچھلے نشیب میں تھی۔

"اکرام" دفترا فریدی اور پنج آوازیں بولا۔ تم بہاں میرے پاس آ جاؤ۔ کچھ عزوری باتیں کرنی ہیں۔" "میرا دماغ قابو میں نہیں" جواب ملا۔

"تم آؤ تو...؟" گاڑی رک گئی۔ حمید نے اگلی سیٹ سے اتر کر پھل سیٹ کا دروازہ گھولہ اور اکرام کو تھپے اترنے میں مدد دی۔ ویسے وہ مرد مڑکر پھل گاڑی کی روشنی تلاش کر رہا تھا۔ اکرام کا گلی سیٹ پر پھٹا کر وہ ریا کے برابر آ بیٹھا۔

"یہ تم نے بہت اچھا کیا۔" ریما طوبی سانس سے کربوں۔ "اس مظلوم آدمی کے ساتھ میرا دم گھٹ رہا تھا۔ اس کے لیے کچھ بھی تو نہیں کر سکتی" میری بتا کو نوشی تھیں گلائیں تو نہیں بڑے گی" حمید

جیب سے پاپ نکالتا ہوا بولا۔

منہیں۔ شیشے چڑھادو۔ سردہب امیری ہڈیوں میں پوسٹ ہوتی جا رہی ہے۔ آج کا دن بقا بھانک تھا۔ مجھے ایسا تھوس سہو رہا ہے جیسے میں کبھی اپنی یادداشت سے نہ جھٹک سکوں گی۔

"کیرے۔ خون انک کیرے۔ ہزاروں کی تعداد میں اس کے جسم سے چپٹے ہوئے تھے۔ باریک باریک ریشیں کشل کے کیرے خدا کی بنیاد۔ میرے ساتھی کی ذہانت کام آئی۔ ورنہ وہ اس کا قون چوہنے کے بعد پوری عمارت میں پھیل جاتے اور تلاش کر کے فتح کرنا مشکل ہوتا"

اکتنی محیب بات ہے۔ کچھ ہی دیر پہنے وہ مجھ سے نہیں ہنس کر باتیں کرتی رہی تھی۔ آخر وہ کیرے کے بھانس سے اس پر نازل ہوتے۔ "میرا ساتھی کہہ رہا تھا کہ کیرے امپورٹ ہیں۔ بہاں ان کا وجود نہیں پایا جاتا" میری کچھ میں نہیں آیا۔

"محجول جاؤ۔ بور ہوتے رہنے کے لیا فائدہ؟" "ایسے انداز میں گفتگو کرو۔ اس کے متعلق"



حکایت

"میں اپنی مشائقی کا منظاہرہ کرتا چاہتا ہوں۔ ہزار فراز کرو۔ اکرام میری محفوظت میں ہے۔ اسے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا"

"خدا کی بنیاد" حمید بڑھا گیا۔ "تو اس گاڑی میں ڈینیمیر بھی موجود ہے۔ ریا ڈینری کی قدر ہے؟"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ کچھ بھی تو نہیں یاد رہا۔" ہماری اب تک

کی گفتگو گھوٹوں نے سُنی ہوگی" ڈیش بورڈ سے بھرا واز آئی۔

"بھیں تھاری گفتگو میں کوئی سرو کا نہیں۔ اکرام کو ہمارے حوالے کر دو۔ گاڑی روکو۔ ورنہ پختانے کے لیے زندہ نہیں بچو گے"

"کو شش کرو" فریدی کی آواز تھی۔

"آخری میرے دشمن کیوں ہر کے ہیں؟" اکرام بھڑاکنے کے

کام ہی آتارتا تھا۔

"تم فلکر نہ کرو۔ وہ تھارا بیال بھی بیکانہ کر سکیں گے"

"کیا یہ سب کچھ دا جدی کے سلسلے میں ہو رہا ہے؟"

"خدا جلتے" فریدی کا جواب تھا۔

بھرا گھوٹوں نے پے درپے فائزوں کی آوازیں سینے حمید

سروج رہا تھا اگر اس رفتار پر کوئی ٹاٹر فلیٹ ہو گا تو سچ جمع تباہی

کا سامنا ہو گا۔

"ارے ظالمو۔ ہمارے ساتھ ایک خوبصورت رہا ہے"

دفترا اس نے بلند آوازیں کہا۔

"حمدی خاموش بھجو" فریدی نے سخت بھجے میں کہا۔

"آخرہ کیا ہو رہا ہے؟" فائزوں کی آوازیں کیسیں ہیں؟

کیا پھل گاڑی سے فائز ہو رہے ہیں؟" ریمالے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر دا۔

"وہ ہماری گاڑی روکنا پاہتے ہیں" حمید ٹھنڈی سانس

لے کر بولا۔

"تو روک دو۔ ورنہ اگر کوئی ٹاٹر فلیٹ ہو گا تو گاڑی کسی

کھڈ میں جا پڑے سے کی"

"میرے ساتھی کو۔ اتنی فراڈر اس بالوں کی بروائیں ہوتی"

"میں کیا کروں؟ میں کیا کروں؟" وہ مفطر بانہ اندازیں بچڑان۔

دفترا فریدی نے پھر رفتار کم کر دی۔ باریک لگانے اور

اجنبی بند کرتے بھوئے گاڑی سے چھلانگ لگا دی۔

حمید ارے ارے ہی کرتا رہ گیا تھا۔

اکرام کی ٹھنگی بندھ گئی تھی اور اس کے حق سے بے نہیں

رکھا۔

روکو اور اکرام کو ہمارے حوالے کر دو"

دفترا فریدی نے رفتار تیز کر دی اور اس پنج آوازیں بولا۔

41